# الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

# الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ · بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا هے

| | | |
|---|---|---|
| قیمت سالانه مع محصول | - - | باره روپیه |
| هندوستان سے باهر کیلیے | - - | سوله روپیه |
| قیمت شش ماهي | - - - | سات روپیه |
| قیمت في پرچه | - - - | پانچ آنه |


(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منیجر الهلال" کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں آنکے لفافه پر "ایڈیٹر" کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي هے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پهنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نهیں کیا جائیگا - -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جارهے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) منی آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نهیں هے ٹکٹ ضرور بهیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

لاتهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

# الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۰ — کلکتہ : جمعہ ۲۰ ۔ صفر ۱۳۴٦ هجری — جلد ۱

Calcutta : Friday, 19, August 1927.

## کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیی موزون نہین ؟

آج کوئی زبان ترقی نہین کر سکتی اگر وہ اپنا ترقی یافتہ طریق طباعۃ نہین رکھتی ۔
طباعۃ کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نہین کہ حروف کی چھپائی اختیار کی جای ۔
پتھر کی چھپائی مین محدود رھکر اردو کی طباعۃ کبھی ترقی نہین کر سکتی ۔

اردو کی سب سی بہتر حروف جو اس وقت تك بن سکی ہین ، وہ ہین جن مین الهلال چھپتا ھی ۔ اور عربی کا بہترین خط نسخ وہ ھی جس مین یہ سطرین کمپوز کی گئی ہین ۔ آپ ان دونون مین سی جسی چاہین پسند کر لین ۔ لیکن پتھر کی چھپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین ۔

براہ عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی ہمین اطلاع دیجیی ۔ یاد رکھیی ۔ طباعۃ کا مسئلہ آج زبان و قوم کیلیی سب سی زیادہ اہم مسئلہ ھی ۔ ضروری ھی کہ اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین ۔ الهلال

## قارئین الهلال کی آراء

اس باری مین اس وقت تك ۵۸۳ مراسلات وصول ہوی ہین ۔ تقسیم آراء حسب ذیل ھی :

| | | | |
|---|---|---|---|
| عربی حروف کی حق مین | ٦۰ | اردو حروف کی حق میں | ۱۹۰ |
| موجودہ مشترك طباعۃ کی حق مین | ۱۱۱ | حروف کی حق مین بشرطیکہ نستعلیق ہون | ۴۳ |
| پتھر کی چھپائی کی حق مین | ۱۷۹ | | |

ان مین سی اکثر حضرات نی اپنی رائی سی اپنی احباب کو بھی متفق ظاہر کیا ھی ۔

آراء کی دیکھنی سی معلوم ہوا کہ اس باری مین بعض اہم تفصیلات پر لوگون کی نظر نہین ھی ۔ اور اسلیی شرح وبیان کی ضرورت ھی ۔ آیندہ اس باری مین مولانا بہ تفصیل اپنی خیالات ظاہر کرینگی مگر ضرورت ھی کہ بقیہ حضرات بھی اپنی اور اپنی احباب کی رائین بھیج دین ۔ الهلال

# مغرب کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتیں

## انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثه

جان جاک روسو

### أسقف کا جواب

( ۳ )

( وحدانیت یا تعدد ؟ )

أسقف نے لکھا تھا " ... وحدانیت أسکے ( روسو ) خیال میں ایک حقیر مسئله ہے اور کسی طرح بھی أسکی عقل میں نہیں آسکتا - لیکن متعدد خداؤں کا تصور أسکی عقل کے نزدیک معقول ہے ... "

روسو جواب دیتا ہے :

" متعدد خداؤں کا کس نے ذکر کیا ؟ اے میرے آقا اسقف ! تجهه پر میرا صبر پڑے ! میں نے یه کب کہا ؟ بے شک تمہاری دلی آرزو یہی هوگی که میں إس درجه احمق هوتا ' اور إس طرح کی احمقانه گفتگو کرتا - لیکن اگر میں ایسا احمق هوتا تو تمہیں میرے " عالمانه رد " لکھنے کا یه فخر بھی حاصل نه هوتا ! "

" بلا شبه میں نہیں جانتا کائنات کیوں بنی ہے ' اور کیونکر بنی ہے ؟ میرے سوا جو لوگ معرفت کے مدعی هیں ' وہ بھی إس باب میں مجهه سے زیادہ علم نہیں رکھتے - لیکن میں صاف دیکھتا هوں که إس تمام حرکت کا محرک ایک هی وجود ہے - تمام کائنات ایک هی رخ رکھتی ' اور ایک هی قسم کے مقاصد پورے کر رهی ہے - یه إس حقیقت کی روشن دلیل ہے که کوئی ایک بلند تر اراده کارفرما ہے ' اور کوئی ایک هی بالاتر قوت عمل پیرا ہے - إس ارادے اور إس قوت کو میں ایک هی ذات سے منسوب کرتا هوں ' کیونکه وہ دونوں باهم متفق هیں ' اور ان دونوں کو ایک هی ذات کا خاصه سمجھنا ' دو ذاتوں کی طرف منسوب کرنے سے زیادہ معقول ہے - تعدد ' صرف أسی وقت تسلیم کیا جاسکتا ہے جب أسکا کوئی ثبوت موجود هو - لیکن کائنات میں کوئی إس قسم کا ثبوت موجود نہیں - یه خیال سراسر وهم ہے که خیر کا خالق اور شر کا خالق ایک نہیں هوسکتا - جس چیز کو هم شر سمجھتے هیں ' وہ علی الاطلاق شر هی نہیں - شر مطلق سے مجھے انکار ہے - یه اعتباری شر بھی خیر سے برسر پیکار نہیں ہے ' بلکه نظام عالم کی تکمیل میں خیر کا ممد و معاون ہے "

( روسو کا عقیده )

إسکے بعد روسو اپنی کتاب اور اپنے شخصی عقیدے کی طرف متوجه هوتا ہے :

" اب میں وہ سبب بیان کرتا هوں جس نے مجھے یه کتاب شائع کرنے پر مجبور کیا - إس تمام شور و غوغا کے باوجود بھی میں اس کتاب کو اپنے عہد کی بہترین کتاب یقین کرتا هوں - آگ کے شعلے ' حکومتوں کے فیصلے ' مذهبی پیشواؤں کے فتوے ' مجھے هرگز مرعوب نہیں کرسکتے ؛ وہ میرے لب و لہجه میں هرگز کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرسکتے - نه تو لاهوتی ' ایمان کی ریاکارانه تلقین کرکے مجھے جهوٹا بناسکتے هیں ' نه فلاسفه مجھے منافقت کا طعنه دیکر الحاد پر آماده کرسکتے هیں - میں برابر اپنے دین کا اعلان کرونگا ' کیونکه میں دین رکھتا هوں - میں ببانگ دهل أسے شہرت دونگا ' کیونکه مجهه میں اعلان و اشتهار کی شجاعت موجود ہے - آه ! میں نے کتنی تمنائیں کیں که سب لوگوں میں اتنی هی شجاعت هوتی ! اگر سب میں اتنی شجاعت هوتی ' تو انسانیت کو کتنا نفع پہنچتا ؟

( " حضرت مسیح کا شاگرد " )

" اے میرے آقا ! میں مسیحی هوں - میں اخلاص کے ساتهه انجیلی مذهب کا مسیحی هوں - هاں میں مسیحی هوں ' لیکن پادریوں کا شاگرد نہیں هوں ' بلکه خود مسیح ( علیه السلام ) کا شاگرد هوں - میرا استاد ' کتابوں کی عبارتوں پر بحث نہیں کرتا تها ' لیکن عمل پر نظر رکھتا اور عمل هی پر زور دیتا تها - أس نے همیں جس ایمان کی تلقین کی ہے ' أس کے قواعد و اصول بہت زیاده اور پیچ در پیچ نہیں هیں - صرف گنتی کی چند موٹی موٹی باتیں هیں - لیکن أس نے جس نیکی کی تعلیم دی ہے ' أس کی شاخیں بے شمار اور أسکی راهیں بے حساب هیں - أسنے همارے ایمان میں موشگافیاں نہیں کی هیں ' لیکن عمل صالح کی پورے شرح و بسط سے تفسیر کی ہے - أس نے ایمان کیلیے صرف دو تین موٹی موٹی باتیں ضروری ٹهرائی هیں ' لیکن عمل کی نیکی کیلیے کوئی گنتی نہیں بتائی ہے ' کیونکه عملی نیکیاں ان گنت هیں - أس نے جہاں نہیں انبیاء کے نمونوں پر زور دیا ہے ' وهاں ایمان سے زیاده أن کے اعمال بتائے هیں - أس نے اپنی اور تمام نبیوں کی تعلیم کا لب لباب إس ایک جمله میں بیان کر دیا " اپنے بهائی سے محبت کرنا ' پورا دین ہے ! "

( دوستوں اور دشمنوں کو دعوت )

إسکے بعد لکھتا ہے :

" مجھے همیشه خلوت کی پر مسرت زندگی حاصل نہیں رهی - لوگوں سے ملنے جلنے پر بهی مجبور هوتا رها هوں - میری هر طبقه کے لوگوں سے ملاقات ہے - میں نے مختلف سیاسی اور دینی جماعتوں کے لوگ دیکھے هیں - میں مومنوں سے بهی ملا هوں اور ملحدوں سے بهی - میں نے حکماء بهی دیکھے هیں ' جہلاء بهی - متعصب بهی دیکھے هیں ' غیر متعصب بهی - سنجیده بهی میری صحبت میں بیٹھے هیں ' اور مسخرے بهی - میرے دوست بهی بہت هیں اور دشمن بهی - میں دنیا میں تمام آدمیوں کو ' جنهوں نے مجھے کبهی دیکھا یا جانا ہے ' گلا پهاڑ پهاڑ کر پکارتا اور دعوت دیتا هوں - وہ سامنے آئیں ' اور میرے عقیدے کی بابت جو کچهه جانتے هوں ' برملا کہه ڈالیں ! وہ جرأت سے بڑهیں ' اور بتائیں ' کبهی ' کسی حال میں بهی أنهوں نے میرے عقیدے میں کوئی تبدیلی دیکھی یا محسوس کی ؟ قہوه خانے کی صحبتوں ' کهانے کی میز کی نشستوں بے تکلفی کی ملاقاتوں ' سنجیده یا مذاح کی گفتگوؤں ' غرضکه کبهی

کسي موقعه پر بهي اُنهوں نے میري زبان سے کوئي ایسا لفظ سنا جو اُس سے مختلف تها' جسکا میں اپني کتابوں میں اعلان و اشتهار کرتا رها هوں ؟ وہ صاف صاف کہیں' اُنکي دلیلیں' اُنکي نکته چینیاں' اُنکا تمسخر' کبهي میرے عقیدے میں کوئي تزلزل پیدا کر سکا هے ؟ وہ بتائیں' کبهي' ایک لمحه کیلیے' اُنهوں نے محسوس کیا که میں کوئي ایسا عقیدہ یا خیال رکهتا هوں جو علي الاعلان دنیا کے سامنے ظاهر نهیں کرتا ؟ هاں' میں اپنے تمام دوستوں اور تمام دشمنوں کو ایک ساتهه دعوت دیتا هوں - دوستوں کو دوستي کا واسطه دیتا هوں - دشمنوں کو دشمني کي قسم دیتا هوں - بے رو رعایت' بے خوف و خطر' مردانه وار میدان میں آئیں' اور جو کچهه بهي میري نسبت کهه سکتے هوں' بے کهٹکے کهه ڈالیں ! میں اپنے دوستوں اور دشمنوں' دونوں کي شرافت و دیانت پر بغیر کسي پس و پیش کے بهروسه کرتا هوں - میں اپني پوري شرافت اُنکے سامنے رکهه دیتا هوں - میں هرگز کسي سے بحث اور حجت نهیں کرونگا - جو کچهه بهي وہ کهه دینگے' بے چون و چرا تسلیم کر لونگا !"

( انبیاء کرام کي عظمت )

" میں اُن تمام انسانوں کي عزت کرتا هوں جنهوں نے مذاهب وادیان قائم کیے هیں - وہ سب عظیم کمال اور اعلی فضائل کے مالک تهے - اُنکي عظمت وفضیلت همیشه محترم و مسلم رهے گي - سب کا دعوی تها که وہ خدا کے پیغام بر هیں - ممکن هے وہ حقیقت میں پیغمبر هوں یا نه هوں - سب لوگ کوئي ایک دعوی تسلیم نهیں کرلے سکتے - دلائل یکساں طور پر سب کي دسترس میں نهیں هیں - لیکن اگر وہ في الواقع پیغمبر نه بهي هوں' جب بهي اِس سے یه لازم نهیں آتا که وہ کذاب اور دجال هوں - کون کهه سکتا هے که الاهییات میں مسلسل تفکر اور فضائل کا غیر محدود عشق انساني روح کو کس حد تک پهنچا دے سکتا هے ؟ منطق کو کیا حق هے که مداخلت کرکے یه معامله عامیانه سطح پر لے آئے ؟ غیر متناهي بلندي پر پهنچنے کے بعد همارا سر چکرا جاتا هے' اور هماري نظریں اشیاء کو اُنکي حقیقي شکل میں دیکهنے سے قاصر هو جاتي هیں "

( معجزات )

معجزات پر روسو نے لکها تها " یا للعجب ! همیشه آدمیوں هي کي گواهیاں ! آدمي' اپنے هي جیسے آدمیوں سے سنتے هیں اور دوسرے آدمیوں کو سناتے هیں ! میرے اور خدا کے درمیان آدمیوں کے کتنے اَن گنت واسطے قائم هوگئے هیں ؟ "

اِس پر اُسقف نے اعتراض کیا تها " اگر آدمیوں کي گواهي معتبر نهیں تو هم پوچهتے هیں - مؤلف نے اسپارٹا' ایتهنز' اور روم کو کیونکر جانا ... ؟ "

روسو جواب دیتا هے :

" اگر معامله اِس درجه اهم نه هوتا' یا میں اے آقا' آپکا اِس درجه احترام نه کرتا هوتا' تو آپ دیکهتے' آپ کے اِس طریق استدلال نے میرے لیے اپنے ناظرین کو هنسانے کي کیسي عمدہ فرصت مهیا کردي تهي - لیکن حاشا وکلا ! میں هرگز اُس لهجه سے دست بردار نهیں هونگا جو اِس موضوع بحث کے لیے ضروري هے' اور اُس شخص کے مرتبه کے لایق هے جس سے تخاطب کي عزت حاصل کرنے پر مجبور هوگیا هوں - میرے لیے اِس قدر کافي هے که آپ کي غلطي ظاهر کردوں "

"میں نهایت عاجزي سے جناب والا کو یاد دلاتا هوں - بے شک' یه بالکل معقول هے که انساني معاملات انساني شهادتوں سے طے کیے جائیں' کیونکه اُن کے ثابت هونے کا اِس کے سوا کوئي طریقه موجود نهیں - بلا شبه میں نے اسپارٹا اور ایتهنز کو آدمیوں هي کي شهادتوں سے جانا - لیکن میں به ادب دریافت کرتا هوں که میرے اور خدا کے درمیان اِن واسطوں کي کیا ضرورت هے ؟ کیا ضرور هے که یه واسطے مجهه سے اتنے دور هوں که خود اُن کے جاننے کے لیے' مجهے اور بهت سے انساني واسطے تلاش کرنے پڑیں ؟ کیا یه معقول هے که خدا' جان جاک روسو سے گفتگو کرنے کے لیے همیشه ایک موسی ( علیه السلام ) کو ڈهونڈهتا پهرے ؟ "

" پهر یه بهي نهیں بهولنا چاهیے که اسپارٹا پر ایمان لانا ضروري نهیں هے - اگر کوئي اُس پر ایمان نه لائے تو لعنت کا مستحق نهیں هو جائیگا - اسپارٹا کے وجود پر شک کرنے کي وجه سے هرگز کوئي دوزخ کا کندا نهیں بن جا سکتا - لیکن اگر ایک شخص دیني تعلیمات کي تصدیق نهیں کریگا تو اسکے لیے ابدي عذاب هے - جس بات کے نه ماننے کي اتني بڑي سزا هو' ضروري هے که اسکے ماننے کے ذرائع و دلائل بهي اسي مناسبت سے قطعي اور واضح هوں "

" کوئي بات بهي جو هماري چشم دید نهیں هے' بغیر معقول دلیل کے ثابت نهیں هو سکتي : اور هر بڑي سے بڑي روایت بهي صدق و کذب کي محتمل هے ...... "

" اگر معجزات خود میں نے اپني آنکهوں سے دیکهے هوتے' جب بهي میں اِس غیر معقول طریق ایمان سے انکار کر دیتا - سحر کي تصدیق میرے لیے اِس سے کهیں آسان هے که خدا کے کلمه کي غیر معقول طریقه پر تصدیق کروں "

( موجودہ مسیحیت )

اِسکے بعد روسو موجودہ مسیحي دین پر اظهار خیال کرتا هے :

" اُسقفوں اور پادریوں نے مسیحیت کو اُسکي اصلي روح سے محروم کردیا هے - اب یه سوال نهیں کیا جاتا که ایک مومن فرائض و واجبات کهاں تک انجام دیتا هے ؟ اور نیکي میں اُسکي دوڑ کهاں تک هے ؟ سوال صرف یه هوتا هے که وہ کس فرقه کے خرافات ( جنهیں غلط طور پر " عقائد " کا نام دیدیا گیا هے ) مانتا هے ؟ وہ کیتهولک هے یا پروٹسٹنٹ ؟ تم سے یه کوئي نهیں پوچهیگا که خدا سے ڈرتے بهي هو یا نهیں ؟ لیکن هر کوئي اِس بات پر تمهاري جان لینے کیلیے طیار هوجائیگا که تم فلاں ولي کي کرامت کے قائل بهي هو یا نهیں ؟ دین اپني اصلي شکل میں صاف' ساده' ستهرا تها - آه ! اِن جبه پوشوں نے خرافات و خزعبلات اور غیر مفهوم قیل وقال کا غیر مرتب مجموعه بنا دیا هے - اگر تم اِس تمام کثافت سے جو آج کل دین کے نام سے موسوم هے' از سر تا پا آلودہ هو' تو بس' تم مومن کامل هو - اب تمهیں کسي نیکي کي ضرورت باقي نهیں رهي - سیدهے آسمان کي بادشاهت ( جنت ) میں داخل هوجاؤگے !"

" انساني جماعت کو دین سے کیا فائدہ حاصل هو سکتا هے' جبکه دین اتني پست سطح پر آجائے ؟ اس صورت میں دین کا مقصد کیا رہ جاتا هے ؟ صرف یه که انسانوں میں بغض و عداوت کي تخم ریزي کرے' اور خونریز میدانوں کا سامان بهم پهنچائے ! بلا شبه جب دین اِس حالت میں آجائے تو اُسکے وجود سے اُسکا عدم کهیں زیادہ بهتر هے - همیں کوشش کرني چاهیے

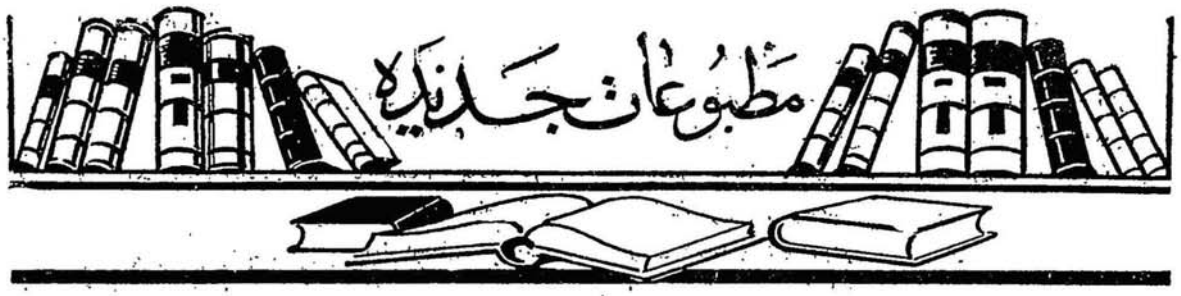

به دین کو اِس پستي سے نکالیں - انسانیت کے هم پر حقوق هیں - یہی حقوق همیں مجبور کرتے هیں که دین کو خرافات سے پاک کرکے اصلي صورت میں پیش کردیں - تمهاري یه سزائیں، دهمکیاں، پهانسیاں، اور آگ کے شعلے همیں هرگز مرعوب نہیں کرسکتے "

( عهد جدید کي پیشین گوئي )

" جب لوگوں کي آنکهوں پر سے پرده اٹهیگا اور حقیقت نظر آئیگي تو بلاشک و شبه وه موجوده دین کو حقارت کے ساتهه ٹهکرا دینگے - کیونکه یه حقیقي دین نہیں هے - وه سب سے پہلا کام یه کرینگے که اِن خود غرض اور ریاکار پیشواؤں کے احترام سے انکار کردیں - وه ان سے کہینگے : تم هي نے همارا دین بگاڑا، اور تم هي هماري شقاوت کا سبب هو - جب وه مبارک زمانه آئیگا تو اُس کا سب سے زیاده مبارک عمل یهي هوگا "

( خاتمه )

اپنا جواب روسو اس عبارت پر ختم کرتا هے :

" اے اُسقف اعظم ! تم اور تمهارے گروه کے لیے باتیں بنانا بہت آسان هے - تم لوگ اپنے حقوق کے سوا دوسروں کے حقوق نہیں جانتے - تمہیں صرف وهي قانون معلوم هیں جن سے غیروں کو جکڑتے هو - خود اپنے نفس کے مقید کرنے والے قانون تمهاري کتاب میں نہیں لکهے گئے - تم صرف اتنے هي پر قانع نہیں هو که عدالت و انصاف سے بالاتر رهو، بلکه انساني عواطف و جذبات کا بهي اپنے تئیں پابند نہیں سمجهتے - تم کمزور پر تکبر سے ظلم کرتے هو، اور تم سے کوئي باز پرس نہیں کرتا - لوگوں کي توهین تمهارے لیے ویسي هي آسان هے، جیسي انکے لئے تمهاري سنگ دلي سهل هے - تم همیں اِس طرح روندتے هو جس طرح خاک روندي جاتي هے - تم کبهي همیں آگ میں جلاتے هو، کبهي سولي پر چڑهاتے هو، کبهي صرف توهین و تذلیل پر اکتفا کرلیتے هو - تمهارے قہر و غضب کیلیے ضروري نہیں که هم سے کوئي خطا بهي سرزد هوئي هو - اگر تمهاري مصلحت کا اقتضا یهي هے تو پهر اثبات جرم کے لیے کسي بات کي ضرورت نہیں - اور همیں شکایت کرنے کي بهي اجازت نہیں - اگر هم اِسکي جرأت کریں که اپني براءت اور تمهاري غلطي ظاهر کریں، تو هم گستاخي کے مجرم قرار دیے جاتے هیں !"

( اُسقف سے آخري خطاب )

" اے میرے آقا ! آپ نے مجهه پر علانیه طعن و تشنیع کي - بلکه مجهے گالیاں بهي دے ڈالیں - اگر میري طرح آپ بهي کوئي معمولي آدمي هوتے اور میں اپني کتاب کے ساتهه آپ کو عدالت کے سامنے لے جا سکتا، تو آپ دیکهه لیتے که عدالت کا فیصله آپ کے حق میں اُتنا هي سخت هوتا، جتنا سخت یه گناه هوا هے - لیکن آپ ایک ایسي جماعت میں سے هیں، جو منصف و عادل هونے سے همیشه کے لیے مستثنی کردي گئي هے - رها میں، تو میں ایک محض بے حقیقت آدمي هوں - مجهے اتنا اور کہنے کي اجازت دیجیے که آپ دیني پیشوا هیں - انجیل کے عالم هیں - آپ کا فرض هے که مخلوق کو اُس کے فرائض کي تعلیم دیں - لیکن یه تعلیم خود اپنے نفس سے شروع هوني چاهیے - آپ کو ایک لمحه کے لیے سوچنا تها که میرے معامله میں آپ کا فرض کیا تها ؟ اور کہانتک تها ؟ میں نے اپنا فرض ادا کردیا - اب کچهه کہنے کو باقي نہیں رها، اِس لیے چپ هوجاتا هوں ! "

# استحضار و مخاطبات ارواح

( عالم ارواح اور سر کونن ڈائل کے نئے مباحث )

قارئین الهلال اس سے بے خبر نه هونگے که اُنیسویں صدي کے وسط میں استحضار و مخاطبات ارواح (روحوں کے آنے اور مختلف مخصوص ذرائع سے سوال و جواب کرنے) کا جو مذهب امریکه میں ظاهر هوا تها، وه برابر نشوؤ نما پاتا رها، اور اِس وقت یورپ اور امریکه میں اُس کے معتقدوں کي ایک بہت بڑي جماعت موجود هے - اس جماعت میں هر درجه اور هر طبقه کے آدمي پائے جاتے هیں - فلسفهٔ و حکمت کے ماهر، علوم و فنون کے اساتذه، علمي و صناعي انکشافات و اختراعات کے مشاهیر، ادب و کتابت کے مسلم ارکان، عام اهل قلم و نظر؛ کوئي حلقه ایسا نہیں هے جهانتک اِس اعتقاد کے اثرات نه پهونچ چکے هوں - اسکے اصول و قواعد مدون هو چکے هیں، بے شمار کتابیں لکهي جا چکي هیں، تحقیقات و تجارب کے با قاعده مجامع کام کر رهے هیں، پچاس سے زیاده اخبارات و رسائل صرف اسي موضوع پر شائع هو رهے هیں، ایک مکمل مذهب علمي کي شکل میں قواعد و مبادیات مرتب هوگئے هیں، اور معامله نے اس حد تک اهمیت حاصل کرلي هے که وقت کے بعض اکابر اهل علم نے اپنے درس و نظر کے لیے صرف یهي موضوع منتخب کر لیا هے !

اُنیسویں صدي کے اواخر کے علماء میں سے پروفیسر رسل ویلز نے جو ناموس نشوؤ ارتقا کے اکتشاف میں ڈارون کا معاصر و شریک تها، صاف صاف لفظوں میں اسکا اعتراف کیا تها، اور اسے عصر حاضر کے خوارق سے تعبیر کیا تها - پروفیسر ولیم کروکس نے جو انگلستان کا سب سے بڑا عالم کیمیا تسلیم کیا گیا هے، اور جس نے سب سے پہلے ماده کے اشعاع کي حقیقت معلوم کي اور برق کے لیے وه نیا آله ایجاد کیا جو اُسي کے نام سے مشهور هے، کئي ماه کي تحقیقات و امتحان کے بعد یه راے قائم کي تهي که " مخاطبات ارواح کے مشاهدات نا قابل انکار هیں " ڈاکٹر میرس (Muers) اور رچرڈ هاڈسن کیمبرج یونیورسٹي میں علم النفس کے مسلم اساتذه تهے - ان دونوں نے بهي بغیر کسي جهجهک کے اپنے اعتراف کا اعلان کردیا تها - پروفیسر

سر کونن ڈائل

لومبروزو (Lombroso) جو اٹلی کا مشہور ماہر طبیعیات ہے اور جس نے پاسٹیور کے بعد جراثیم کے علم کی تدوین کی، نہ صرف اس کا معترف ہوا بلکہ اس موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھکر شائع کیا - کیمیل فلا ماریاں (Camille Flammarian) انیسویں صدی کے علماء فلکییات میں نہایت سر برآوردہ عالم تھا - غالباً چار پانچ سال پہلے اُس کا انتقال ہوا ہے - یہ نہ صرف اِسکا معترف تھا بلکہ نہایت پر جوش معتقد تھا - اُسکی آخری دو کتابیں اسی موضوع پر ہیں اور یورپ کی تمام زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں - پروفیسر ھکسلی، ڈاکٹر لوئس، سر جان کاکس، پروفیسر پارکس، پروفسر ژولنر، ڈاکٹر ویبر، ولیم لیو پولڈ وغیرھم؛ جو انیسویں صدی کے دائرۂ علم و نظر کے مسلم ارکان تھے، کم و بیش اس کا اعتراف کرچکے ہیں -

امریکہ کے مشاہیر علم و نظر میں چارلس نارٹن اور ولیم ڈاسن جو شکاگو یونیورسٹی (امریکہ) میں علم النفس (سائکولوجی) کے استاد تھے، اسکی تصدیق و حمایت میں برابر مقالات و رسائل شائع کرتے رہے - انگلستان کے عام مشاہیر سیاست و ادب میں، مسٹر بالفور اور مسٹر اسٹیڈ (سابق محرر ریویو آف ریویوز) کا نام بھی اسکے معتقدین کی فہرست میں مشہور ہو چکا ہے - مسٹر اسٹیڈ نے تو روحانی سوال و جواب کا ایک باقاعدہ دفتر کھول دیا تھا - اُنکے عالم ارواح کے دوستوں میں سب سے زیادہ مشہور دوست اسکاٹ لینڈ کی "مارگریٹ" تھی - اُنکا بیان تھا کہ وہ مارگریٹ کے ذریعہ عالم ارواح کی تمام ضروری شخصیتوں سے نامہ و پیام کر لیا کرتے ہیں!

موجودہ عہد کے مشاہیر اہل علم میں چارلس الیٹ، ولیم جیمس، جیمس ھیزلوب، اور سر آلیور لاج Oliver Lodge خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں - چارلس الیٹ اور ولیم جیمس ہارورڈ یونیورسٹی (امریکہ) میں علم النفس کے استاد ہیں، جیمس ھیزلوب کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) میں علوم عقلیہ کے مستند ماہر تسلیم کیے جاتے ہیں، اور سر آلیور لاج کی علمی شہرت محتاج بیان نہیں - یہ تمام علماء اس مذہب پر علمی تیقن کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور اُسکی اشاعت و تبلیغ انکی تحریر و تقریر کا موضوع بحث ہے - سر آلیور لاج کا لڑکا پچھلی عالمگیر جنگ میں قتل ہوگیا تھا - اُن کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد ہی اُس کی روح نے اِنہیں مخاطب کیا، اور اب بھی وہ جب چاہیں، اُسے بلا سکتے ہیں اور اس سے سوال و جواب کر سکتے ہیں!

(سر کونن ڈائل)

لیکن موجودہ زمانے کے مغربی روحانیین میں شاید ہی کسی اہل قلم نے اس تبلیغی جوش و سرگرمی کے ساتھ اس مذہب کا اعتقاد ظاہر کیا ہوگا، جیسا کہ کچھ عرصہ سے انگلستان کے مشہور فسانہ نویس سر کونن ڈائل Conan Doyle کی شخصیت میں ظاہر ہوا ہے - عالمگیر جنگ یورپ کے بعد سے لیکر اِس وقت تک، بمشکل کوئی مہینہ ایسا گزرا ہے، جس میں سر ڈائل کی کوئی نہ کوئی تحریر و تقریر اس موضوع پر شائع نہ ہوئی ہو - حال میں انگلستان کی انجمن روحانیئین نے ایک نہایت دلچسپ مجموعہ بارہ مقالات کا شائع کیا ہے - اِن میں سے آٹھ مقالات سر ڈائل کے لکھے ہوے ہیں - یہ کتاب پچھلی ڈاک سے ہمیں وصول ہوئی ہے اور اس موضوع پر افکار و تاثرات کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے -

موجودہ انگریزی علم ادب میں سر کونن ڈائل کا نام اُن کے مخصوص مذہب افسانہ نویسی کی وجہ سے اس قدر مشہور ہوچکا ہے کہ شاید ہی کوئی افسانہ نویس اس قدر مشہور ہوا ہو - انھوں نے فن سراغ رسانی کی افسانہ نویسی میں ایک نئے مذہب (اسکول) کی بنیاد ڈالی اور "شرلاک ھومز" کے نام سے اُس کے حیرت انگیز کار نامے قلمبند کیے - اُن کے قلم سے اگرچہ مختلف معاشرتی اور نفسیاتی مواضیع پر بہت سے افسانے نکل چکے ہیں، لیکن انکی شہرت کی اصلی تاریخ شرلاک ھومز کے کارناموں ہی سے شروع ہوئی - ان افسانوں کی مقبولیت کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ شرلاک ھومز کا جو فرضی مکان نمبر ۱۰ - بیکر اسٹریٹ لنڈن میں دکھایا گیا تھا، وہ ہزاروں لاکھوں انسانوں کے دماغ میں ایک حقیقی شے کی طرح موثر ہو چکا ہے، اور جب کبھی سیاحان عالم پہلی مرتبہ لنڈن جاتے ہیں تو یہ جاننے پر بھی کہ "شرلاک ھومز" محض ایک فرضی سراغ رساں سیرۃ (کیریکٹر) ہے، اپنی طبیعت کو اس جذبہ سے نہیں روک سکتے کہ ایک مرتبہ بیکر اسٹریٹ جا کر کسی ایسے مکان کی زیارت کرلیں جسکا نمبر دس ہو!

احمد رباض نے "عبد الحمید ثانی و دور سلطنتی" (یعنی سلطان عبد الحمید ثانی اور اسکے عہد حکومت کی تاریخ) میں لکھتا ہے کہ سلطان موصوف شرلاک ھومز کے کارناموں کے اسقدر شائق تھے کہ حکم تھا، جونہی کوئی نیا افسانہ شائع ہو، فوراً ترکی میں ترجمہ کرکے پیش کردیا جاے - ایک خاص شخص ادیب بے اس کام پر مامور تھا - آخری زار روس کی نسبت بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ کہتا تھا "مجھے کتابوں کی قسم میں سے کوئی چیز بھی دل پسند نہیں ہے - الا شرلاک ھومز"

روح کا تمثل ایک سفید دھویں کی شکل میں جیسا کہ اس مذہب کے معتقدین کا خیال ہے

یہی شرلاک ھومز کا مصنف اب دنیا میں عالم ارواح کا سب سے زیادہ پرجوش و سرگرم نقیب اور داعی ہے!

(سر کونن ڈائل کے مقالات)

جس نئی کتاب کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے، اسکے آٹھ مقالات دراصل سر کونن ڈائل کے روحانی اعتقاد کی پیدایش و تکمیل کی مسلسل داستاں ہیں - پہلے مقالہ میں اُس نے بتلایا ہے کہ کس

طرح پہلے پہل اُسے مذہب مخاطبات ارواح کي طرف توجہ هوي ' اور کس طرح ایک جاحد منکر کي جگہ وہ مصدق معتقد بن گیا - دوسرے میں اپنے متعدد تجربے اور مشاهدے بیان کیے هیں - تیسرے اور چوتھے میں منکرین کے رجوہ انکار پر بحث کي هے - پانچویں سے لیکر آٹھویں مقالہ تک کا موضوع عالم مادي و روحي کے علائق هیں اور اس ضمن میں اُن امکانات کي نہایت دلنشیں تصویر کھینچي هے جو بیان کردہ علائق کي ترقي سے دنیا کي معنوي زندگي میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دینگے !

( سرکونن ڈائل کا بیان )

پہلے مقالہ کا خلاصہ حسب ذیل هے :

" سنہ ١٨٨٦ - سے پہلے میں جنوبي افریقہ میں طبابت کرتا تھا - اُس وقت میرے عقائد کا یہ حال تھا کہ اُن لوگوں پر هنستا تھا جو روح کے مصطلحہ وجود پر یقین رکھتے هیں - میں خیال کرتا تھا کہ اِس سے زیادہ بے عقلي اور وهم پرستي کي اور کوئي بات نہیں هوسکتي -

میں بھي آج کل کے تمام جدید تربیت یافتوں کي طرح سائنس پر ایمان رکھتا تھا - میرا مذهب ' مذهب مادي تھا - میرا اعتقاد تھا کہ روح ' بجز اسکے کچھہ نہیں کہ جسم - کے وظائف و ترکیب هي کا ایک نتیجہ هے ' اور عقل کا مرکز دماغ میں هے - میرا یقین تھا کہ دوائیں انساني طبیعت میں تبدیلي پیدا کر سکتي هیں - اور اُسے نیک اور بد بنادے سکتي هیں - اُس وقت کبھي میرے ذهن میں یہ مرتي سي بات نہیں آئي کہ ایک ماهر موسیقي همیشہ ماهر موسیقي هي رهیگا اگرچہ اُسکي یانسري ٹوٹ جائے - زیادہ سے زیادہ یہ هوگا کہ وہ اپنا هنر ظاهر نہ کر سکے گا ' لیکن اُسکا کمال اُس میں بدستور موجود رهیگا -

سب سے پہلے جس کتاب نے میرے خیالات میں تبدیلي پیدا کي اور مجھے الحاد و مادیت سے نکالا ' وہ "میرز" کي کتاب " شخصیت انساني " هے - یہ کتاب اس لائق هے کہ اُن کتابوں میں سے شمار کي جائے جنھوں نے انساني افکار کا بہاؤ ایک طرف سے دوسري طرف پھیر دیا هے - مثلاً ڈارون کي کتاب اصلیت انواع اور بیکن کي کتاب منطق جدید -

اِس کتاب کے مطالعہ کے بعد میں نے انتقال فکري کے تجربے شروع کیے - میرے ایک دوست مسٹر پال کر بھي اِس موضوع سے بڑي دلچسپي تھي - میں اُنکے پیچھے بیٹھہ جاتا اور کاغذ پر بعض نقشے بناتا - مجھے هر مرتبہ یہ دیکھکر حیرت هو جاتي تھي کہ وہ میرے بنائے هوئے نقشے بعینہ اپنے کاغذ پر اتار لیتے تھے ' حالانکہ وہ میرا کاغذ نہیں دیکھتے تھے - پھر میں نے یہ تجربہ بھي کیا کہ وہ دوسرے مکان میں بیٹھا کریں - لیکن پھر بھي میں نے دیکھا وہ نقشوں کي بالکل صحیح نقل اتار لیتے تھے !

اُس وقت مجھے یقین هوا کہ عقل کو دماغ کا ویسا فعل سمجھنا صحیح نہیں هو سکتا جس طرح هم صفرہ کو جگر کا فعل سمجھتے هیں -

اِسکے بعد میں نے تھیاسوفي کا مطالعہ شروع کیا - میں نے دیکھا کہ اِس تحریک کي علم بردار اور رهنما مدم بلیرٹسکي ذهین مگر مکار عورت هے - لیکن اِس دروغ گو عورت کي موجودگي سے اِس تحریک پر حرف نہیں آسکتا - یہ ایک صحیح تحریک هے - یہ ضرور ترقي کریگي - مگر اُسي وقت ' جب اسکے ارکان وہ چولا اتار دینگے جو اِس عورت نے اسے پہنا رکھا هے ' اور اِس تحریک کے حقیقي سر چشموں تک پہنچینگے جو مشرق کي سر زمین پر موجود هیں -

پھر میں نے وہ تمام کتابیں پڑھیں جو علماء عقلییات نے مذهب کے خلاف لکھي هیں - لیکن مجھے کوئي تشفي نہیں هوئي - کیونکہ وہ کبھي ایجابي بات کہتے هي نہیں - اُنکے پاس جو کچھہ هے ' سلبي اور انکاري هے -

مدت تک دنیا کي دوسري مشغولیتوں اور مسلسل سفر میں رهنے کے بعد پھر مجھے اِس اهم موضوع کے لیے مہلت ملي - بتدریج مجھہ میں یہ خیال پیدا هونے لگا کہ هماري اس زندگي کے علاوہ کوئي اور مخفي زندگي بھي ضرور موجود هے ' اور وہ شاید هماري زندگي سے زیادہ لطیف اور خوشگوار هے -

سنہ ١٨٩٢ یا سنہ ٩٣ میں انجمن علوم نفسیہ نے مجھے اور ڈاکٹر اسکاٹ اور مسٹر برڈمور کو ایک مکان کي تحقیقات کیلے بھیجا - اِس مکان کے متعلق مشہور تھا کہ اُس میں روحیں رهتي هیں اور شور و هنگامہ برپا کیا کرتي هیں -

هم دو رات اِس مکان میں رهے - پہلي رات کوئي واقعہ نہیں هوا - دوسري رات ڈاکٹر اسکاٹ مایوس هوکر چلے گئے - صرف میں اور مسٹر برڈمور رہ گئے - هم نے هر طرح کے دهوکے سے بچنے کا پورا انتظام کرلیا تھا : زینہ پر تار بچھا دیے تھے تاکہ ادنی سي حرکت کا بھي همیں علم هو جائے -

ٹھیک آدھي رات کو هم نے اچانک سخت شور سنا - ایسا معلوم هوا ' گویا کوئي میز کو مرتي لاتھي سے پیٹ رها هے - هم نے فوراً دروازہ کھولا اور باورچي خانہ کے طرف دوڑ پڑے جہاں سے آواز آ رهي تھي - مگر همیں سخت حیرت هوئي - باورچي خانے کا دروازہ اور کھڑکیاں بالکل بند تھیں - زینہ پر بچھے هوے تار بھي اپني جگہہ سے نہیں هٹے تھے !

اِسکے بعد رات بھر هم نے کوئي آواز نہیں سني -

اِس واقعہ کے چند سال بعد یہ مکان جل گیا - اُسکا باغ کھودا گیا تو زمین سے دس برس کے ایک لڑکے کي هڈیاں نکلیں - یہ رات کا شور در حقیقت اِسي لڑکے کي روح کا شور تھا - وہ اِسي گھر میں قتل هوا تھا اور اُسکي روح اس میں رهنے والوں کو پریشان کیا کرتي تھي -

اِس سلسلہ میں یہ نظریہ بہت سے لوگوں کے سامنے هے کہ اگر کسي جوان آدمي کي زندگي کسي غیر طبیعي اچانک حادثہ سے تلف هو جائے ' تو اُسکي روح کي حیرت موت کے بعد بھي باقي رهتي هے اور عجیب عجیب صورتوں میں ظاهر هوتي هے "

کانن ڈائل نے آخر میں لکھا هے " اِس قسم کے بے شمار واقعات مشاهدہ کرنے کے بعد میں نے اِس علم کا وسیع مطالعہ کیا - یہانتک کہ اب مجھے اِس پر پورا یقین هوگیا هے - میرا اعتقاد هے کہ روحوں سے گفتگو کي جاسکتي هے "

اس کے بعد کے مقالات میں وہ تجربے اور مشاهدے بہ تفصیل بیان کیے هیں جو سالہا سال تک وہ " اپنے اذعان و تشفي کیلیے " جمع کرتا رها - پھر اُن اعتراضات اور شکوک کے جوابات دیے هیں جو اُن کے خیال میں منکرین مذهب استحضار کے " بنیادي " اعتراضات هیں -

# اردو طباعت کا مسئله اور افکار و آراء

( تصویر کا دوسرا رخ )

یه اس تصویر کا ایک خاص رخ تها جو سر کونن ڈائل اور اُن کے هم مشرب دیکهه رهے هیں ' لیکن اِس کا دوسرا رخ بهي هے ' اور اگر اُس پر نظر ڈالي جاے تو یه معامله اسقدر سهل و آسان نهیں رهتا که سر کونن ڈائل کي طرح کسي غیر آباد مکان میں بهوتوں اور روحوں کے " موٹي لاٹهي سے میز ٹهونکنے " کا شور سنکر فیصله کر دیا جاے !

جهانتک اس مذهب کے مخالفین و منکرین کا تعلق هے ' دور حاضر کی تین جماعتیں همارے سامنے آتي هیں :

( ۱ ) عام علماء مادیئین جنهوں نے اس معامله کو اس درجه اهمیت هي نهیں دي که اس پر توجه کي جاے -

( ۲ ) ایک بڑي تعداد اُن علماء مادیئین کي جنهوں نے اسپر بحث کي هے ' اور اس نتیجه پر پهنچے هیں که علمي اصول پر " اثبات " کے حد تک یه معامله نهیں پهنچا هے -

( ۳ ) -بعض اهل علم جنهوں نے خصوصیت کے ساتهه اس مذهب کا مطالعه کیا اور عرصه تک تحقیقات میں مشغول رهے ' اور بالاخر اس نتیجه پر پهنچے که استحضار ارواح کا معامله اس سے زیاده اهمیت نهیں رکهتا که یا تو کمزور طبائع کا انفعالي تاثر هے ' یا خوش اعتقادي کا ذهني فریب ' یا چند ایسے شعبده گروں کي شعبده گري جو جدید علم کیمیا اور فنون عجیبه کي مدد سے زیاده بهتر اور محفوظ قسم کا شعبده دکهلا سکتے هیں -

صحیح راے قائم کرنے کیلیے ضروري هے که معتقدین ' متوقفین ' اور منکرین ' تینوں کے مباحث و دلائل پر نظر ڈالي جاے - هم آینده کسي موقع پر شرح و بسط کے ساتهه اس موضوع پر اپنے مطالعۂ و نظر کے نتائج شائع کرینگے -

## ضروری اطلاع

جو حضرات الهلال وي - پي - پارسل کے ذریعه طلب فرماتے هیں ' اُنهیں معلوم هونا چاهیے که وي - پي کا روپیه مني آرڈر کي طرح وقت پر وصول نهیں هوجاتا - اکثر دیر هوجاتي هے ' اور چونکه روپیه کي وصولي کے بعد هي خریدار کا نام رجسٹر میں درج کیا جا سکتا هے ' اسلیے اسوقت تک پرچه جاري نهیں هوتا جب تک روپیه وصول نه هو جاے - اگر اس وجه سے اجراء میں دیر هوجاتي هے تو اس میں دفتر کي مجبوري ظاهر هے - اس کا علاج یهي هے که قیمت بذریعه مني آرڈر بهیج دي جاے -

منیجر

## اردو ٹائپ

ایک مراسلة

آپ نے ۲۹ جولائي کے " الهلال " میں پہلے صفحه پر اردو ٹائپ کے متعلق ایک اعلان شایع کیا هے اور اس بارے میں رائیں طلب فرمائي هیں - اپني رائے آپ نے یه دي هے که جس ٹائپ میں الهلال چهپتا هے یعني جو ٹائپ صفحه ۳ سے استعمال کیا گیا هے وه اعلان مذکور کے ٹائپ سے بهتر هے - مجهے بهي اس سے اتفاق هے - لیکن اس ٹائپ میں بهي اصلاح اور ترمیم کي گنجایش اور ضرورت هے - یه مان کر که اردو کي لیے ٹائپ کي اشد ضرورت هے اس بارے میں اپني رائے عرض کرتا هوں -

سب سے اول ایک اصول کي بات بتانا ضروري هے - چونکه اب یه سوال اٹهایا گیا هے اسلیے نهایت ضروري هے که پنجاب اور یو - پي - کے تعلیمي محکموں سے سب سے پہلے استصواب کیا جائے - پنجاب کي نسبت مجهے زیاده واقفیت هے - یهاں تعلیمي اور سرکاري مطبوعات کي کتابت کے خاص قاعدے وضع کئے جاچکے هیں جن پر برسوں سے عمل هو رها هے -

بهتر تو یه هوتا که آپ اپنے اعلان کے ساتهه تمام حروف تهجي اور علامات وغیره کي ساري شکلیں جو آپ کے مجوزه ٹائپ میں هیں دیدیتے تاکه رائے دینے والوں کو آساني هوتي - خیر ' سردست جو کچهه میري سمجهه میں آیا عرض کیا جاتا هے -

" مد " کي علامت آپ کے ٹائپ میں صرف خفیف سي فتحه کي علامت کي شکل میں پائي جاتي هے - جیسي صفحه ۳ کالم اول کي اخیر سطر میں " آخر " پر موجود هے - یه علامت زیاده واضح اور نستعلیق کے الف ممدوده کي سي هوني چاهیے - اعلان مذکور یعني صفحه اول میں جو علامت " آج " پر لگائي گئي هے کیوں نه اسي کو اختیار کیا جائے ؟ وه بهت صاف اور واضح هے -

تشدید کي علامت اس ٹائپ میں نهیں پائي جاتي - یه اضافه هوني چاهیے -

جزم کي علامت بهي اس ٹائپ میں نهیں پائي جاتي - یه بهي اضافه هوني چاهیے -

شین معجمه اس ٹائپ سے غایب معلوم هوتا هے - سین مهمله پر نقطے لگا کر کام چلایا گیا هے - اسے کیوں خارج کیا جائے ؟

آجکل کتابت اور املا کا مسلمه قاعده یه هے که صرف هائے مخلوط التلفظ دو چشمي لکهي جاتي هے - مگر آپ کے ٹائپ میں اس کا لحاظ نهیں - اِس کے بنانے والے ذوق کے " کتابت والے " کے هم مشرب معلوم هوتے هیں جن سے شیخ مرحوم کو یه شکایت تهي :

هائے رے حسرت دیدار میري هائے کو بهي
لکهتے هیں هائے دو چشمي سے کتابت والے

ہے کو کیوں هے لکها جائے ؟ یه ضرور هے که اس کلمه کو هائے هوز سے لکهیں تو نیچے ایک شوشه بڑهانا پڑیگا کیونکه یه حرف جب

لفظ کے شروع میں آئے تو شوشہ لابد ہے- درمیان اور آخر میں نہیں - معلوم یہ ہوتا ہے کہ عربی کے املا میں چونکہ ھائے ہوز کا دوچشمی شکل میں استعمال بہت تھا بلکہ وہ ہمیشہ دوچشمی ہی لکھی جاتی ہے جبکہ وہ آخر کلمہ نہو' اسی کا اتباع اردو ٹائپ میں کیا گیا- اردو کے مروجہ قاعدہ املا کے مطابق تو آپ کے جریدہ کا نام ہی غلط لکھا ہوا ہے - لوح کو تو جانے دیجئے کیونکہ وہاں "الہلال" خط نسخ میں ہے اور اس لیے ھائے دوچشمی ہے - لیکن ہر صفحہ پر جو جریدہ کا نام درج ہے وہ تو نسخ نہیں بلکہ اردو خط میں ہے - مگر یہاں بھی ھائے دوچشمی ہی استعمال کی گئی ہے- یہ قاعدہ مذکور کے مطابق غلط ہے- آپ کے ٹائپ میں ھائے ہوز جہاں دوچشمی نہیں وہاں عجیب مروڑ والی شکل اختیار کرتی ہے- جیسے صفحہ ۳ کالم ۲ میں "چہرے" اور "نہیں" کا چہرہ بگاڑا گیا ہے - حالانکہ یہی ھائے ہوز اسی کالم میں مضمون "علم الآثار مصر" کی اول سطر میں "پہلے" کی شکل میں بہت خوب اور صحیح لکھی گئی ہے - متشابہ موقعوں پر ھائے ہوز کو اس "پہلے" کی شکل میں ہی کیوں نہ لکھا جائے ؟

نون غنہ جب لفظ کے آخر میں آیا ہے اس میں نقطہ نہیں دیا گیا - یہ بالکل درست ہے- لیکن یہی نون غنہ جب کلمہ کے بیچ میں واقع ہو تو کسطرح لکھا جائیگا ؟ اس وقت کے املا میں اس پر الٹا جزم لگاتے ہیں - مگر جزم آپ کے یہاں ہے ہی نہیں -

میں نہیں کہہ سکتا کہ کسرۂ اضافت کا وجود آپ کے ٹائپ میں ہے کہ نہیں -

کشش اکثر قاعدۂ نستعلیق قدیم و املائے جدید کے خلاف پائی جاتی ہے - جیسے مضمون مذکور کی چوتھی اور پانچویں سطروں میں "رکھتے" اور "کردیتے" میں "ی" سے پہلے واقع ہوئی ہے -

املائے قدیم اور جدید دونوں کا مسلمہ اصول ہے کہ حروف کے امتزاج میں کوئی شوشہ فالتو نہیں ہوتا - مثلاً "بعنا" میں تین شوشے یا دندانے ہونگے - اگر آپ ایک آدھ دندانہ بڑھا دیں تو املا کی غلطی کے علاوہ قاری کو زحمت ہوگی- اسی مضمون کی گیارھویں سطر میں "ایجاد" کا لفظ آیا ہے - اس میں "ی" اور جیم کے درمیان ایک دندانہ یا شوشہ ٹائپ میں پیدا کردیا ہے جو نہونا چاہیے - اگر یہ کمپوزیٹر کا تصرف نہیں تو اسکی اصلاح ہونی چاہیے -

کوئی وجہ نہیں کہ ھائے ہوز آخر کلمہ ' نسخ میں لکھی جائے ' جیسی کہ "آثار عتیقہ" میں لکھی ہے- "نہ" کی شکل آپ کے ٹائپ میں "نہ" ہے جو نستعلیق نہیں - یہ کیوں ؟

"یا" آخر کلمہ کی تین صورتیں ہوتی ہیں: یائے معروف - یائے مجہول - یائے مفتوح - آپ کے ٹائپ میں صرف دو موجود ہیں - یائے معروف--گول لکھی گئی ہے - یہ ٹھیک - لیکن یائے مجہول و مفتوح دونوں لمبی ہیں - یہ ٹھیک نہیں - جب یا کی ایک آدھ شکل ہمارے پاس موجود ہے - یعنی نصف دایرہ یا کٹی ہوئی ' تو کیوں نہ اسے بھی استعمال کیا جائے ' تا کہ یائے مفتوح و یائے مجہول باہم متمیز ہو جائیں ؟

اردو ٹائپ چونکہ کہیں کہیں موجود ہے ' اس لیے ہمکو یہ موقع میسر ہے کہ اس کی اصلاح و ترمیم کرکے اپنا ایک مکمل ہندوستانی قومی ٹائپ بنائیں جو لیتھو کی جگہ لے - اور کیا پبلک اور کیا سررشتۂ تعلیم' دونوں اسے قبول کرلیں - آپ کے ٹائپ میں "یا" آخر کلمہ کے نیچے بھی دو نقطے دیے جاتے ہیں - مگر آپ کے اخبار کے اسی نمبر کے اس حصہ میں جو کاتب کا لکھا ہوا ہے ' ایسی "ی" کے نیچے نقطے نہیں دیے گئے - یہ دو عملی کیا معنی ؟ ان دو نقطوں کی ضرورت کیا ہے ؟ کاتب کا وقت اور پریس کی سیاہی فضول کیوں خرچ ہو ؟ جرمنی کا اردو ٹائپ بھی اسی اسراف کا مرتکب ہے - دیوان غالب جو وہاں سے ٹائپ میں چھپ کر آیا ہے' اس میں چند ایسی بد عنوانیاں نظر آئیں جو شاید آپ کے ٹائپ میں نہیں ہیں - اس کتاب کا صفحہ ۱۲۱ ملاحظہ فرمائیں - اس کے آخر میں ایک نا مکمل غزل ہے :

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہو :
زباں کوئی نہو

"کوئی" کا لفظ چار جگہ تو ردیف کا جز بنکر آیا ہے اور دو جگہ مصرعوں کے متن میں - پانچ جگہ تو اس حرف کی شکل اور شان یکساں ہے ' لیکن ایک جگہ اُن سے نرالی شان میں لکھا گیا ہے :

" پڑیئی " گر بیمار تو کوئی نہو بیمار دار

سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ہی لفظ اور ایک ہی تحریر اور ایک ہی معنی میں دو شکلیں کیونکر اختیار کر سکتا ہے ؟ یہ بد عنوانی نہ ہونی چاہیے - اسی غزل کے مطلع کے دوسرے مصرع میں "ہم سخن" کا لفظ آیا ہے - لفظ "سخن" میں "س" اس انداز سے "خ" کے ساتھ ملایا گیا ہے جس طرح حرف شناس بچے لکھا کرتے ہیں - حروف کی ملارت کا یہ طریق پسندیدہ نہیں -

اردو ٹائپ کی رکاوٹ کرتے ہوئے مطمح نظر صرف یہی نہ ہونا چاہیے کہ ارباب صحافت کو کاتبوں کی ناز برداری سے نجات ملے' اور اخبار و جراید جلد اور ایک ہی خط میں چھپ جائیں - بلکہ آپ کا فرض ہے کہ اسے ایک قسم کا قومی ادارہ تصور فرمائیں - اور آج کل کے مروجہ طرز املا پر کچھ ترقی کریں - نہ یہ کہ اس کی ضروریات بھی پوری نہوں - مبتدیوں کے لیے اردو کا قاعدہ بھی چھپیگا اور علما کی تصانیف عالیہ بھی - اس لیے یہ ایسا ہونا چاہیے کہ انشا کی تمام ضروریات اس سے پوری ہو جائیں ' اور یہ فن املا کا کماحقہ نمایندہ بنکر کتابت کا نعم البدل ثابت ہو -

اور مولانا! اس کا بھی خیال رکھیے کہ آج کل انسانی مصروفیت کے ہر شق میں جمالیت کا بڑا زور اور رسوخ ہے - جو ٹائپ تجویز ہو' وہ خط نستعلیق کے برابر تو دیدہ زیب ہونا چاہیے - یہ کیا ہوا کہ بچوں کے کتکھنے یا کیڑے مکوڑے کاغذ پر چھاپ کر پیش کردیے- میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ ٹائپ وضع کرتے وقت خوبصورتی کا خون کیا جائے - کیا وجہ ہے کہ نستعلیق کی نقل نہ کی جائے ؟ کیوں اسے ازل جلول بنایا جائے ؟ آپ کے ٹائپ میں تمام دائرے بد نما اور چپٹے ہیں - کیوں نہ گول ہوں ؟ اخر اس میں کون سی دقت حایل ہے ؟

میں دیکھتا ہوں کہ آپکے ٹائپ میں بڑی سرخیاں نسخ میں ہیں- یعنی اردو ٹائپ کے ساتھ ایک مطابع کو نسخ کا ٹائپ بھی رکھنا پڑیگا - یہ دو عملی بد عملی کا حکم رکھتی ہے- خفی و جلی کے کئی درجے قائم کرکے تمام و کمال ٹائپ نستعلیق میں ہونا چاہیے -

میں پھر عرض کرونگا کہ سب سے پہلے آپ یہ کیجیے کہ ٹائپ رائٹر کے "کی بورڈ" کی طرح آپ کے ٹائپ میں جو جو چیزیں ہیں' اُن سب کا نمونہ ایک صفحہ پر چھپوا کر شایع فرمائیے تاکہ پتہ چلے اس میں کیا کچھ ہے اور کیا نہیں ہے -

ٹائپ سے متعلق ایک اقتصادی پہلو بھی ہے جسے نظر انداز نہیں کر سکتے - یعنی یہ بھی دیکھنا ہے کہ کاغذ اور اس کے ساتھ

چهپائي اور سياهي وغيره مساله كا صرف لابدي طور پركس ميں زياده هوتا هے ؟ ٹائپ ميں يا ليتهو ميں ؟ يه ياد رهے كه اگر ٹائپ ميں طباعت كا صرف ليتهو سے بہت زياده هوا تو كاتب جو ٹائپ كي رجه سے بيكار هوگئے هونگے ' كتابت كي اُجرت كا نرخ گهٹا دينگے ' اور اس طرح ٹائپ كي ترويج عام ميں مُزاحم هونگے ' كيونكه سب كاتب تو كمپوزيٹر بن جانے سے رهے -

آخر ميں يه عرض كرنا هے كه ميں نهيں سمجها اعلان مذكور ميں آپ نے عربي كے ساتهه فارسي اور تركي زبانوں كو بهي " سامي " كيسے قرار ديا ؟ يه تو كوئي بات نهيں كه اگر ان دونوں زبانوں كا املا دهنے سے بائيں كو چلتا هے اور عربي كا بهي يهي حال هے جو حقيقت ميں سامي زبان هے ' تو يه دونوں زبانيں بهي سامي بتائي جائيں - غالباً آپ عجلت ميں فارسي اور تركي زبانوں كو سامي كهه گئے -

آپ كا مخلص

برج موهن دتا تريه - كيفي دهلوي

## الهلال :

يه اور بعض ديگر مراسلات جو اس باب ميں آئي هيں ' شائع كردي جاتي هيں - جناب كيفي نے اس معامله ميں جو دلچسپي لي هے اور اپنے خيالات تفصيل سے ظاهر كيے هيں ' اسكے ليے هم اُن كے شكر گذار هيں - ليكن اس تحرير سے معلوم هوتا هے كه اردو ٹائپ كے اقسام ' اُس كي تاريخ ' اور اُس كي فني اور صناعي مشكلات اُن كے سامنے نهيں هيں - ضرورت هے كه ايك مرتبه به تفصيل يه امور واضح كردیے جاليں - هم اِن مراسلات كي اشاعت كے بعد اس موضوع پر به تفصيل اپنے خيالات ظاهر كرينگے -

البته دو باتيں ايسي هيں جنهيں اسي وقت واضح كردينا ضروري هے - صاحب مراسلة لكهتے هيں " خود آپ نے اپني پسند اُس ٹائپ كي نسبت ظاهر كي هے جس ميں رساله كمپوز هوتا هے " حالانكه واقعه يه هے كه اُس ٹائپ كي نسبت ظاهر كي هے جس ميں پہلے صفحه كا اعلان كمپوز هوا هے -

فارسي اور تركي كے سامي نه هونے كي نسبت اِنهوں نے جو كچهه لكها هے صحيح هے ' اور اُن كے متنبه كرنے كے بعد عبارت پر نظر ڈالي گئي تو واقعي يه غلطي موجود هے - دراصل مقصود يه تها كه فارسي اور تركي بهي سامي رسم الخط ميں لكهي جاتي هيں - يه مطلب نه تها كه يه زبانيں بهي سامي هيں -

## سات عجائب عالم

### جديد علم آثار و تنقيب كى روشني مين

ايك زمانے ميں دنيا كي سب سے زياده عجيب اور مشهور چيزيں سات " عجائب عالم " سمجهي جاتي تهيں - قديم دنيا كي كتب تواريخ ميں ' سياحت ناموں ميں ' نظر و فكر كے عام مباحث ميں ' بول چال كي ضرب المثلوں ميں ؛ هرجگه ان سات عجيب چيزوں كا ذكر برابر آتا هے :

( ۱ ) اهرام مصر
( ۲ ) بابل كے معلق باغ
( ۳ ) اسكندريه كا ساحلي مناره
( ۴ ) ڈائنا كا مندر
( ۵ ) مسولوس كا مقبره
( ۶ ) رودس كا مجسمه
( ۷ ) مشتري كا مجسمه

قديم يوناني اور عبراني مورخوں كي زباني ان عجائب كي تفصيل دنياے جديد كے تاريخي اوراق تك پهنچي هے - بعض قديم آثار كے كتبوں ميں بهي اِنكي طرف اشارات پائے گئے هيں - آخري عهد كے بعض حكماء يونان و اسكندريه نے مشتري كے مجسمه اور معبد كا ذكر ايسے موقعوں پر كيا هے ' جب اُنهيں عجائب و غرائب كيليے كسي قريبي اور معروف تمثيل كي ضرورت هوي هے - مثلاً ايك حكيم ' افلاطون كي تعريف كرتے هوئے لكهتا هے :

" وه انسان هونے پر بهي صرف ايك هي مرتبه پيدا هوسكا ' جس طرح مشتري كا مجسمه پتهر سے بنائے جانے پر بهي صرف ايك هي مرتبه بن سكا هے ! "

( عرب مورخين كي تصريحات )

عربي مورخين كے علم و نظر كي وسعت اُن كے پيش رووں كے اِس مشهور خيال سے بے خبر نهيں رهسكتي تهي - اُنهوں نے بهي " سات عجائب عالم " كا جابجا ذكر كيا هے ' اور يوناني علم ادب كي طرح عربي ادب و محاضرات كي بهي يه ايك ضرب المثل هوگئي هے - مشهور عرب جغرافيه نويس ابو عبد الله ادريسي منارهٔ اسكندريه كا ذكر كرتے هوئے لكهتا هے " يه اُن سات عجيب عمارتوں ميں سے ايك تهي جن كي تمام دنيا ميں شهرت رهچكي هے "

عربي ادبيات ميں غالباً كسي ايك كتاب ميں اِن كے حالات نهيں لكهے گئے - ابن النديم اُنهي كتابوں كا ذكر كرتا هے جو " عجائب دنيا " پر لكهي گئي تهيں - ليكن نهيں كها جاسكتا اُن

میں إن عجائب کا بھي ذکر تھا یا نہیں ؟ البته تاریخوں ' سفر ناموں' اور تقویم بلدان کي کتابوں میں فرداً فرداً إن کا ذکر موجود ھے - خصوصاً بابل کے معلق باغوں ' اسکندریه کے مناره ' اور مصر کے اهرام ( مخروطي مناروں ) کا تو نہایت مفصل تذکره موجود ھے - ابن جریر طبري ' ابن حوقل' ادریسي ' مسعودي' ابوعبد الله البکري ( صاحب المسالک و الممالک ) ابوعبدالله غرناطي ( صاحب نخبة الاعجاب ) ابن جبیر' ابوالفداء ' ابن اثیر ' بیروني ' عبداللطیف بغدادي ' یاقوت حموي ' قزویني ' مقریزي ؛ سب نے إن کا ذکر کیا ھے - حموي ' بغدادي ' اور مقریزي کے مباحث اهرام مصر اور منارۂ اسکندریه کے متعلق اس درجه محققانه هیں ' که جن جن پہلوؤں پر انہوں نے روشني ڈال دي ھے ' اُن پر موجوده زمانے کي اثري تحقیقات بھي کوئي اضافه نہیں کرسکتي - حالانکه مصري آثار کي جدید تحقیقات نے نئے نئے انکشافات کے انبار لگا دیے هیں -

دنیا کي تمام عجیب اور مشہور چیزوں کي طرح ان عمارتوں کي نسبت بھي عوام میں طرح طرح کے دور از عقل خرافات مشہور هوگئے تھے ' اور عہد قبل از اسلام کے بعض مورخوں اور سیاحوں نے بھي انہیں قبول کر لیا تھا - لیکن محققین عرب نے پوري دقت نظر کے ساتھ اُن روایات پر نظر ڈالي ' اور بعض کي مشاهدات کي بنا پر اور بعض کي علمي قواعد کي بنا پر تغلیط کي - یاقوت حموي ' بیروني ' عبد اللطیف بغدادي ' اور مقریزي ؛ اگرچه تمام روایات نقل کردیتے هیں ' لیکن جابجا اُن کي تغلیط بھي کرتے جاتے هیں - حموي اور بغدادي نے منارۂ اسکندریه کا مشاهده اور تخطیط کرکے جو کچھه لکھا ھے ' اور جس طرح بے اصل روایتوں کي تکذیب کي ھے ' اس سے زیاده تحقیق آج تک نہیں کي جا سکي -

یاقوت حموی اسکندریه کے مناره اور مصر کے عجائب کا ذکر کرتے هوئے لکھتا ھے " وهذه أخبار نقلنا ها کما وجدنا ها في کتب العلماء وهي بعیدة المسافة من العقل' لایؤ من بها إلا من غلب علیه الجهل" یعني یه تمام روایتیں هم نے جس طرح علماء کي کتابوں میں پائیں' بجنسه نقل کردیں' لیکن یه عقل سے نہایت هي بعید هیں' اور انہیں کوئي نہیں مان سکتا' الا وه شخص که اُس کي عقل پر جہل غالب آگیا هو" آگے چل کر ایک دوسرے موقعه پر لکھتا ھے " اما خبرالمنارة فقد رووا لها اخباراً هائلة وادعوا لها دعاوي عن الصدق عادلة " یعني مناره کے متعلق عجیب عجیب باتیں روایت کي گئي هیں اور طرح طرح کے دعوے کیے گئے هیں جو سچائي سے هٹے هوئے هیں - پھر جہاں اپنے معائنه کا ذکر کیا ھے ' وهاں لکھتا ھے " شاهدته في جماعة من العلماء وکل عاد منا متعجباً من تحرص الرواة" یعني میں نے علماء کي ایک جماعت کے ساتھه مناره کي سیر کي ' اور هم میں سے هر شخص جب مشاهده کے بعد لوٹا ' تو وه راویوں کے اوهام و ظنون پر متعجب تھا ( معجم البلدان - ۱ : ۲۴۲ ) عبد اللطیف بغدادي اور مقریزي کي تصریحات بھي ایسي هي هیں - حموي نے مناره کي تعمیري حالت دیکھکر جو اُس کے عہد تک باقي تھي ' اُس کي شکل و مساحت پر بھي غور کیا تھا اور اس کا نقشه بنایا تھا - حموي کے بعد کے مصنفین مثلاً قزویني وغیره نے اُسي سے مناره کا نقشه نقل کیا ھے -

( جدید علم الاثار کي تحقیقات )

اب سے تقریباً ڈیڑھه سو برس پہلے قدیم آثار کي تحقیقات و تنقیب کا نیا دور شروع هوا ' اور اس سلسله میں ان سات عجائب عالم کي تحقیقات پر بھي انفرادي اور جمعیتي کوششیں مبذول هوئیں - روڈس ' اسکندریه ' اور اهرام کي تحقیقات اسقدر دشوار نه تھي - کیونکه مقامات معلوم تھے اور محل معین ؛ لیکن بقیه عمارتوں کي تحقیقات کا کام بہت دشوار تھا - تاهم جستجو جاري رهي ' اور بالاخر تمام ضروري معلومات روشني میں آگئیں -

جہانتک همیں معلوم ھے ' اُردو میں ان قدیم عجائب کي جدید اثري تحقیقات پر اِس وقت تک کچھه نہیں لکھا گیا ھے - هم چاهتے هیں ' مختصراً انکي تاریخ اور موجوده اثري تحقیقات ایک دو مقالوں میں بیان کر دیں - یورپ کے اهل قلم ان عجائب کي تاریخ لکھتے وقت عموماً عربي عهد کي تاریخي و علمي تحقیقات نظر انداز کر جاتے هیں - یا معلوم کرتے هیں تو اکثر حالتوں میں ناقص اور غیر محققانه هوتي هیں - اس سلسلۂ مقالات سے ایک مقصود یه بھي ھے که جن جن عمارتوں کے متعلق عربي مورخین کي تصریحات موجود هیں ' وه اپنے اپنے موقعوں پر نمایاں هو جائیں -

## ( ۱ )

# ڈائنا کا مندر

## The Temple of Diana

ایک قدیم مورخ کا قول ھے :

" میں نے بابل کے معلق باغ دیکھے - مشتري اور روڈس کے مجسمے دیکھے ' اهرام مصر اور موسولس کا عالیشان مقبره دیکھا ' لیکن جب میں نے ڈائنا کا سر بفلک مندر دیکھا تو تمام عجائب عالم میري نظر سے گر گئے "

قدیم مورخوں نے دنیا کي سات عجیب چیزوں میں سے کسي کے متعلق بھي اس قدر نہیں لکھا ھے ' جس قدر اِس مندر کے متعلق لکھا ھے - لیکن باوجود اِس کے یه کیسي عجیب بات ھے که دنیا نے سب سے زیاده یہي چیز فراموش کردي ؟ حتیٰ که یه بھي کسي کو یاد نه رها که یه عمارت واقع کس جگه تھي ؟

سب سے پہلے سنه ۱۸۶۵ع میں ایک انگریز ڈاکٹر وڈ نامي نے شہر افسس میں اس کا پته لگایا - اِس کے بعد سنه ۱۹۰۴ع میں برٹش میوزیم نے ایک اور شخص مسٹر هوگارث کو مزید تحقیقات کے لیے بھیجا - اس شخص نے عرصه تک تحقیقات جاري رکھي ' اور اس کے بعد اپني تحقیقات کے نتائج شایع کیے - اس کا بیان ھے که یه مندر تین پرانے مندروں کے کھنڈروں پر تعمیر هوا تھا - مندر کي دیواروں کے نیچے تقریباً تین هزار آثار پائے گئے - یه مشرقي طرز کے هیں ' اور اِس بات کي زنده شهادت هیں که یونان کي صنعتي ترقي دراصل مشرق هي کي تقلید سے شروع هوئي تھي -

قدیم یوناني شہر افسس جہاں یه مندر واقع تھا ' اب بالکل برباد هوگیا ھے - اُس کي جگه اِس وقت ایک ترکي شہر ایاسو لوگ نامي آباد ھے اور ایشیاے کوچک میں واقع ھے -

مندر کي تاریخ سنه ۷۰۰ قبل مسیح سے شروع هوتي ھے - کیوں که اُس کي دیواروں میں بعض ایسي علامتیں موجود هیں که خیال کیا جاتا ھے ' اُن کا تعلق اُسي زمانه سے ھے -

سنه ۶۶۰ ق م میں یورپ کي ایک وحشي قوم نے اِس علاقه پر حمله کیا اور یه عمارت برباد کر ڈالي - اِس کے بعد پھر از سر نو تعمیر کیا گیا - مگر زیاده مدت تک قائم نه ره سکا - کیونکه مساله خراب لگایا گیا تھا - یه اب تک تحقیق نہیں هوسکا که دوسري مرتبه

کي تعمير کس زمانه ميں هوئي تهي ؟ چهٹي صدي قبل مسيح ميں يه مندر پهر گر پڑا اور يونانيوں نے عوام سے روپيه جمع کرکے تيسري مرتبه تعمير کيا -

پانچويں صدي قبل مسيح ميں يوناني مورخ هيرودوتس نے يه عمارت ديکهي تهي - وه لکهتا هے :

" پورا مندر سنگ مرمر کا هے ' اور اُن قديم مندروں سے ' جن کي بنيادوں پر قائم هوا هے ' چارگنا زيادہ وسيع هے - چاروں طرف سنگ مرمر کے ستونوں کي قطاريں هيں ' اور هر زاويه ميں آٹهه آٹهه مزيد ستون هيں - هر ستون کي بيٹهک يوناني تصويروں سے آراسته کي گئي هے "

سنه ۳۵۶ ق م ميں مشهور ظالم بادشاه هيروسٹراٹس کو خيال هوا که کوئي ايسا کام کر جائے جس سے اُس کا نام تاريخ ميں يادگار رهے- اُس نے اس مندر کي عمارت يک قلم برباد کردي - کيونکه دنيا کي اِتني عجيب اور قيمتي عمارت کا برباد کرنے والا يقيناً تاريخ کے حافظه ميں فراموش نهيں هوسکتا - اُسي وقت سے يوناني زبان ميں يه ضرب المثل مشهور هوگئي هے " اگر شهرت کے ليے ڈائنا کا مندر بنا نهيں سکتے تو اسے برباد کرڈالو "

ليکن يونانيوں کو يه معبد اس درجه عزيز تها که وه اس کي عدم موجودگي برداشت نهيں کرسکتے تهے - انهوں نے پهر از سر نو تعمير شروع کي اور قومي سرمايه سے مصارف کا انتظام کيا - بيان کيا گيا هے که تمام ملک ميں اس کي تعمير کا جوش اس قدر پهيل گيا تها که عورتوں نے اپنے زيور تک چندے ميں ديديے تهے - اُسي زمانه ميں سکندر اعظم کا اس شهر ميں گزر هوا - اُس نے خواهش کي که اپنے جيب خاص سے پورا عبادت خانه بنوا کر ديوي کي نذر کردے - مگر شهر کے باشندوں نے يه ذلت گوارا نه کي ' اور سکندر کي ناراضي سے بچنے کے ليے يه حيله کرديا که " آپ خود بهي ديوتا هيں ' اور ايک ديوتا کے ليے دوسرے ديوتا کو نذر دينا جائز نهيں "

خيال کيا جاتا هے که سنه ۳۲۳ ق م ميں يه عمارت مکمل هوگئي تهي- يه ۴۲۵ فٹ لمبي تهي- سنگ مرمر کے ۱۲۷ - کهمبے تهے - اور هر کهمبا ۶۰ فٹ بلند تها - پورا عبادت خانه بڑي سليقه مندي سے آراسته کيا گيا تها - بڑے بڑے مصوروں نے تصويريں بنائي تهيں اور اس کے در و ديوار کي آرايش کے ليے بطور چڑهاوے کے پيش کي تهيں- ايک تصوير سکندر اعظم کي بهي تهي - وه اپنے گهوڑے پر سوار دکهايا گيا تها - کها جاتا هے که سکندر نے جب يه تصوير ديکهي تو ناپسند کي- ليکن جب قريب پهنچا تو اُس کا گهوڑا هنهنا اُٹها - اِس پر مصور نے طعنه زني کي راه سے کها : " حضور کا گهوڑا اپنے سوار سے کهيں بهتر فن کي شناخت رکهتا هے " يه قول يوناني زبان ميں ضرب المثل هوگيا تها - يوناني سے يورپ کي زبانوں ميں منتقل هوگيا -

اِسکے بعد سنه ۲۶۰ ع ميں يه مندر پهر برباد هوگيا - اس مرتبه اِسے عيسائيوں نے ڈهايا تها اور اُس پر گرجا بنا ديا تها - مگر يه گرجا بهي زياده عرصه تک قائم نه رہ سکا - تهوڑے هي عرصه کے بعد بے نام و نشان هوگيا -

ڈائنا ' ايشيائي ديوي ارٹميس کي مورت هے - اشوريوں نے اسے امرتہ يعني مامتا کے جذبات کا مظهر قرار ديا تها - يهي وجه هے که اسکے سينه پر بهت سے پستان دکهائے گئے تهے ' ليکن جب يونانيوں نے اسکي عبادت شروع کي تو اُسکي شکل بدل دي- اُنهوں نے اِسے ايک ذهين ' قوي ' اور جوان عورت کي صورت ميں طيار کيا تها -

## ( ۲ )

## مقبرۂ موسولس

(The Tomb of Mausolus)

ايشيائے کوچک ميں پدرم نام ايک ساحلي شهر هے - يه عهد مسيحي سے پهلے ايران کے ماتحت تها - سمندر اور پهاڑ کے درميان واقع هونے کي وجه سے اُسکا جغرافيائي موقعه اِس قدر محکم هے که باوجود ماتحت هونے کے بهي وه عرصه تک اپني اندروني خود مختاري برقرار رکهه سکا - چوتهي صدي قبل مسيح ميں يهاں ايک بادشاه حکمراں تها - اُسکا نام " موسولس " تها - اُسنے اپنا پايۂ تخت يهي شهر بدرم قرار ديا تها - اِس شهر کا نام اُس وقت هيلي کارنيسس (Halicarnasous) تها -

سنه ۳۵۳ ق - م - ميں اِسنے وفات پائي - اسکي ملکه ارٹي ميزيا (Artemisia) بهت غمگين هوئي اور کسي طرح بهي تسلي حاصل نه کرسکي- آخر اُس نے اِس طرح اپنا دل بهلانا چاها که اپنے شوهر ( بادشاه ) کي قبر پر ايک ايسا مقبره طيار کرے جيسا دنيا ميں کهيں موجود نه هو - يه ايک بيوي کے طرف سے اپنے شوهر کيليے وه يادگار محبت تهي' جو آگے چل کر ايک شوهر (شاهجهان اعظم ) کے طرف سے اپني بيوي ( تاج محل ) کيليے قائم هونے والي تهي - دراصل يه مقبره " بيوي " کا " شوهر " پر ايک قرض محبت تها ' جسے سرزمين هند کے ايک وفا پرست " شوهر " شاهجهاں نے ادا کرديا !

چنانچه اُسنے ماهر يوناني معمار جمع کيے - اُنهيں بهت کچهه انعام و اکرام ديا ' اور مقبره بنوانا شروع کيا - ليکن ابهي دو برس بهي پورے نهيں گزرے تهے که فرط غم سے ملکه کا بهي انتقال هوگيا -

مقبره ابهي طيار نهيں هوا تها - معماروں نے باهم مشوره کيا که اب همیں کيا کرنا چاهيے ؟ بالآخر سب کي راے يهي قرار پائي که اس ملکه نے هم پر بڑے بڑے احسان کيے هيں - همیں چاهيے اُن کے شکريه ميں اُس کا نا تمام کام پورا کردیں - چنانچه اُنهوں نے کام جاري رکها ' يهانتک که تعمير ختم هوگئي ' اور ايک ايسا مقبره طيار هوگيا جيسا چشم فلک نے پهلے کبهي نهيں ديکها تها -

اب "موسولوس" يورپ کي تمام زبانوں ميں مقبره کيليے بولا جاتا هے- انگريزي لفظ " Mausoleum " اِسي " موسولوس" سے بنا هے-

مقبره ايک منزل کا تها - اِسي منزل ميں بادشاه کي قبر تهي - چهت پر سفيد سنگ مرمر کے ۳۶ سڈول ستون نصب کيے گئے تهے - اِن ستونوں پر مخروطي شکل کا بارہ منزلوں کا منارہ تها - اِس پر بادشاه کي رتهه بنائي گئي تهي جسے چار اصيل گهوڑے کهينچ رهے تهے - عمارت کي پوري بلندي ۱۴۰ - فٹ تهي -

خود عمارت زياده بلند اور شاندار نه تهي - ليکن سبک اور نازک اِس قدر تهي که حيرت هوتي تهي - مخروطي منارہ کي بنيادیں جن ستونوں پر قائم تهيں ' وه اِس قدر پتلے تهے که دور سے بالکل نظر نهيں آتے تهے - شبه هوتا تها که عمارت هوا ميں معلق کهڑي هے !

مورخين کا خيال هے که يه مقبره بارهويں صدي عيسوي تک صحيح و سالم موجود تها - اِسي زمانے ميں صليبي فوجوں نے شهر بدرم پر قبضه کيا اور مقبره کے پتهر اکهاڑ کر اپنا قلعه بنانے لگے - پهر سنه ۱۵۲۲ ع ميں جب سلطان سليم نے اِس شهر پر حمله کيا ' تو صليبيوں نے مقبره کے باقي مانده ستون بهي اکهاڑ ليے -

# ان تمام اصحاب کیلیے

## جو

## قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتی هین

# دنیا مین عظیم الشان مقام

# I. SHENKER,

**118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.**

## هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار ' پرانی قلمی اور مطبوعه کتابیں ' پرانی تصویریں ' پرانے سکے اور نقوش ' پرانے زیور ' آرائش و تزئین کا هر قسم کا سامان ' اور هر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر ' اگر آپ کو مطلوب هیں ' تو هم سے خط و کتابت کیجیے - کم از کم هماری نمایش گاهوں اور ذخائر کی فہرستیں هی منگوا لیجیے - اهل علم اور اهل دولت ' دونوں کیلیے همارا ذخیرہ قیمتی هے -

## نوادر عالم کا یه ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا هے -

دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر ' شام ' فلسطین ' هندوستان ' ایران ' ترکستان ' چین ' وغیرہ ممالک میں همارے ایجنٹ همیشه گردش کرتے رهتے هیں -

## با این همه

قیمتیں تعجب انگیز حد تک ارزاں هیں !

## براعظم یورپ ' امریکه ' اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل ' کتب خانے ' اور عجائب خانے ' هم سے نوادر حاصل کرتے رهتے هیں - قاهرہ کے نئے ایوان شاهی کے نوادر ابھی حال میں هم هی نے فراهم کیے هیں -

## اگر آپکے پاس نوادر موجود هوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بھی پہلے هم هی سے خط و کتابت کیجیے - بہت ممکن هے که همارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپسے مل سکے -

# شامی جہاد وطنی کا التوا

موجودہ عہد کی ایک قومی جد و جہد پر نظر تودیع !

شہر دمشق کا ایک عمومی منظر

جس کی درخشانی تاریخی رونق و عظمت فرانسیسی توپوں کی گولہ باری اور فوجی حکام کے قتل و غارت گری سے ہمیشہ کیلیے برباد ہوگئی !

سلطان پاشا اطرش اور درزی مجاہدین کا معسکر سویداء میں

فرانس اعلان کرتا ہے کہ " اب ملک میں امن قائم ہوگیا ہے " مگر یہ " امن " کیونکر قائم ہوا ؟ اس طرح قائم ہوا کہ دمشق کے چاروں طرف اور خود شہر کے اندر ' بری تباہ کن مراکب کی صفوں سے تاکہ بندیاں کی گئیں ' اور اس طرح " امن " کے لیے قتل عام کا اعلان کیا گیا !

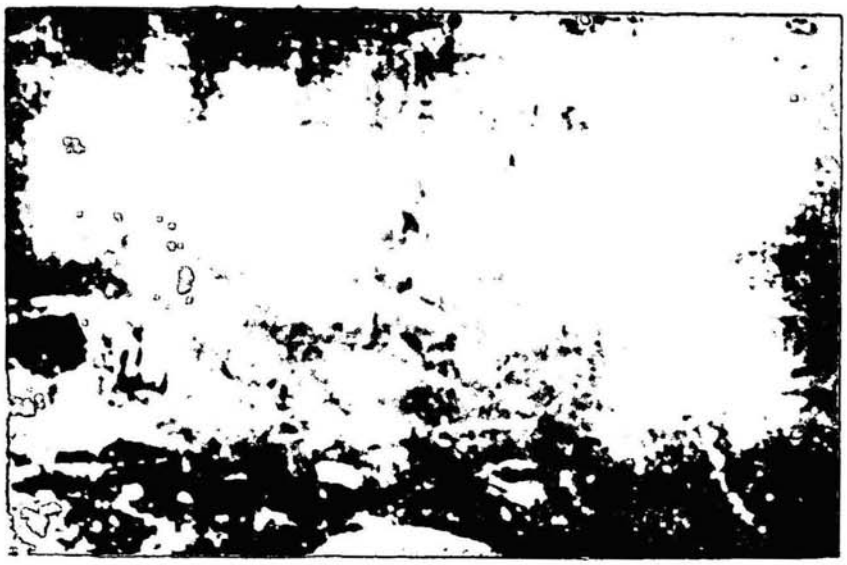

[illegible] جو گولہ باری سے بالکل تباہ کردیا گیا - تباہی کے بعد فرانسیسی پہنچتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں [illegible]
کے کھنڈروں اور مقتول لاشوں کے سوا کوئی زندہ چیز باقی نہیں ہے !

حتى المحاريب تبكي وهي جامدة
حتى المنابر ترثي وهي عيدان !

[illegible] کی ایک قدیم مسجد جسے فرانسیسی حکام نے منہدم کردیا اور انہدام کے بعد اب اس کے کہیں نشان تک باقی نہیں رہے ہیں



[illegible] کی مرکزی مسجد "جامع الکبیر" (الجامع الکبیر) جس سلطان سلیم خان کے زمانہ میں تعمیر ہوا تھا فرانسیسیوں نے اس پر [illegible]
[illegible] مسجد کے پاس گھوڑے باندھے گئے ۔

اطراف دمشق کا ایک ...... جو گولہ باری سے بالکل تباہ کردیا گیا - تباہی کے بعد فرانسیسی پہنچے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ مکانوں کے کھنڈروں اور مقتول لاشوں کے سوا کوئی زندہ چیز باقی نہیں ہے !

حی المحاریب تبکی وھی جامدۃ

حتی المنابر ترثی وھی عیدان !

دمشق کی ایک قدیم مسجد جسے فرانسیسی حکام نے منہدم کردیا اور انہدام کے بعد اب اس سے کمین گاہ کا کام لے رہے ہیں !

دمشق کی مشہور اور تاریخی مسجد "جامع التکیہ" کا دلفریب منظر - جسے سلطان سلیم خان نے تعمیر کیا تھا - فرانسیسیوں نے اس پر قبضہ کرکے اسے فوجی اصطبل بنا دیا - عین محراب و منبر کے پاس گھوڑے باندھ دیے گئے !

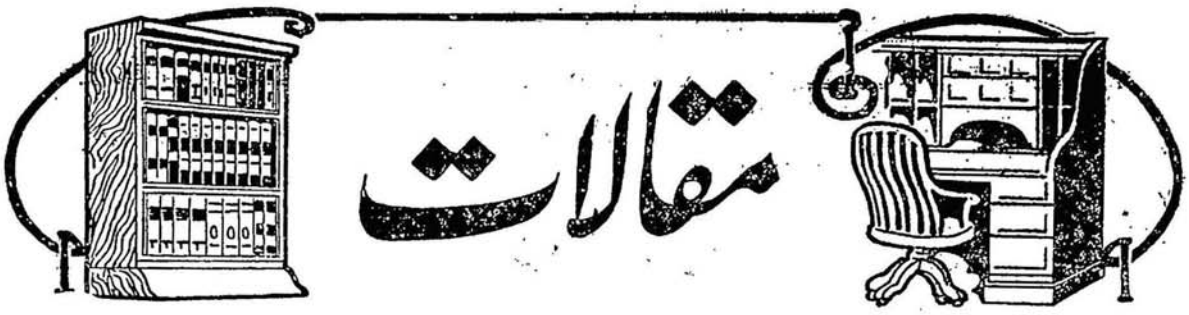

# ادب عربی اور جدید مصری مباحث

## لیلی مجنون

### ایک مصری اہل قلم کی نظری تحقیقات

بلاد اسلامیہ کے ادبی و علمی مباحث و افکار کی صدائیں بہت کم ہندوستان تک پہنچتی ہیں - اول تو یہاں ایسے علمی مجامع کا وجود ہی نہیں جو مشرقی و اسلامی ممالک کے علمی مجامع و محافل سے تعارف رکھتے ہوں - ثانیاً عربی کے ادبی و علمی مباحث کے ذوق سے نہ صرف نئی تعلیم یافتہ جماعتیں، بلکہ قدیم جماعتیں بھی تقریباً محروم ہیں - اس لیے نہ تو ان وادیوں کی انہیں خبر ہے - نہ وہاں کی صداؤں کیلیے کوئی ذوق اور دلچسپی رکھتی ہیں -

ہم چاہتے ہیں کہ گاہ گاہ الہلال کے صفحات پر وہاں کے بعض اہم عصری مباحث کے نمونے شایع کرتے رہیں -

کچھہ عرصہ سے مصر میں ادب و شعر عربی کی دو متقابل جماعتیں پیدا ہوگئی ہیں، اور ان میں بحث و مناظرہ کا معرکہ گرم ہے - ایک جماعت متجددین مفرطین کی ہے جنہیں اردو اخبارات کی اصطلاح میں ادبی " انتہا پسند " ( اکسٹریمسٹ یا ریڈیکل ) کہنا چاہیے - دوسری جماعت ادبی محافظین کی ہے، جنہیں سیاسی جماعتوں کی تقسیم میں قدامت پسند (کنسرویٹو) وغیرہ الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے - ادب و شعر کی ان دو انتہائی جانبوں نے افراط و تفریط کے عجیب عجیب زاویے پیدا کردیے ہیں - ان دونوں انتہائی جماعتوں کے درمیان بعض اصحاب اقتصاد و اعتدال بھی ہیں، لیکن بہت کم - کیونکہ جماعت کا ذہنی مزاج فکر و عمل کے ہر گوشے میں، اعتدال سے مالوف نہیں ہوتا - افراط و تفریط ہی کی طرف مائل رہتا ہے -

سیاست کی طرح ادب و شعر میں بھی ان دو مذہبوں کا ظہور، ہر ملک کے علمی اور فکری عہد کے ذہنی خواص میں سے ہے - انیسویں صدی کے اوائل میں جب یورپ کی ادبیات کا آخری انقلاب ظہور میں آیا، تو اس وقت بھی طریق مدرسیہ ( Classic ) اور طریق رومانیہ (Romantic) کے متبعین میں کشمکش پیدا ہوئی اور انتہائی اطراف نمایاں ہوگئے - البتہ یورپ کی زبانوں اور عربی زبان کی نوعیت میں یہ اصولی فرق ہے کہ اٹھارہویں صدی میں جب رومانیہ طریقہ کے متجددین پیدا ہولئے تھے، تو اس وقت یورپ کا مدرسی علم ادب کوئی ایسی ترقی یافتہ حالت نہیں رکھتا تھا کہ ہر گوشہ میں ترقی و توسع کا محتاج نہو - وہ زیادہ سے زیادہ دو صدیوں کی ابتدائی ادبی ترقی کا نتیجہ تھا جو حروب صلیبیہ کے بعد سے یورپ میں شروع ہوئی تھی - اور پھر جو کچھہ بھی تھا، صرف ادب کی ایک خاص شاخ میں محدود تھا یعنی شعر قصصی اور قصص تمثیلیہ میں - لیکن عربی علم ادب کی حالت اس سے بالکل مختلف ہے - اس پر نشو و ترقی کی تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں - وہ تمدن و علوم کی تمام حالتیں، اور اسالیب بیان و تعبیر افکار کے تمام دور طے کر چکی ہے - اس لیے اسکی عصری احتیاج بہت حد تک محدود ہے، اور نئے نئے اسالیب و مذاہب کے اخذ و اختیار میں بہت زیادہ احتیاط و توسط کی ضرورت ہے - مغربی اسالیب بیان کی کورانہ تقلید اور ابداع و تجدد کے افراط و غلو کی جگہ چاہیے کہ مجتہدانہ نظر و اعتبار سے کام لیا جاے، اور عربی ادب و شعر کی خصوصیات کمال و جمال کے تحفظ کے ساتھہ قدیم راہوں میں نئی نئی راہوں کی داغ بیل ڈالی جاے -

بہر حال سیاست و معاشرت کی طرح ادب و شعر مین بھی دو متقابل جماعتیں پیدا ہوگئی ہیں - ادبی تجدد و انقلاب کی اس حرکت کا سب سے بڑا قائد ڈاکٹر طہ حسین استاذ جامعۂ مصریہ ہے - ڈاکٹر موصوف کی شخصیت میں مصر کے موجودہ عہد کی ایک غیر معمولی ذہانت نمایاں ہوئی ہے - وہ پیدایشی نابینا ہے - اس کا دماغ حواس خمسہ میں سے ایک سب سے بڑے حاسۂ علم سے محروم تھا - لیکن باوجود اسکے اس نے جامع ازہر میں علوم عربیہ کی تحصیل کی، اور یورپ کی متعدد زبانوں میں بھی درجۂ رسوخ و نظر حاصل کرلیا - وہ ابھی جامع ازہر میں مشغول تعلیم تھا کہ جامعۂ مصریہ اسکی حیرت انگیز ابوالعلائی ذہانت کی شہرت سے متاثر ہوئی اور اپنے صرف سے پیرس اور روم بھجوادیا تاکہ مغربی لغات و علوم کی تحصیل سے بھی فارغ ہوجاے - کئی سال وہاں بسر کرنے کے بعد جب قاہرہ واپس آیا تو اسی جامعہ میں استاذ ( پروفیسر ) مقرر ہوگیا -

پچھلے دنوں ڈاکٹر موصوف نے عہد مولدین کے شعراء پر ایک سلسلۂ مقالات شروع کیا تھا، جس نے مصر کے ادبی حلقوں میں موافق و مخالف آراء کے پرجوش مباحثے پیدا کردیے - ان مقالات میں وہ اوائل عہد بنو امیہ کے بعض شعراء غزلیئین کے وجود سے انکار کرتا ہے، اور انکے وجود کو محض قصصی اور شعری وجود قرار دیتا ہے جیسا کہ بعض مستشرقین یورپ کا بھی خیال ہے - ہم آج ان مقالات کا ایک حصہ، حذف و اختصار کے بعد شائع کرتے ہیں - اس کا تعلق " لیلی مجنوں " کے مشہور قصہ سے ہے - یہ سوال کہ کیا فی الحقیقت قیس عامری اور لیلیٰ کے معاشقہ کا قصہ حقیقی ہے ؟ پہلے بھی اٹھہ چکا ہے - چنانچہ ابوالفرج اصفہانی نے کتاب الأغانی میں ان لوگوں کی رائیں نقل کی ہیں جنہیں ان شخصیتوں کی حقیقت میں شبہ تھا، لیکن ہم خیال کرتے ہیں اس ادعا اور وثوق کے ساتھہ غالباً کبھی انکار نہیں کیا گیا جیسا انکار ڈاکٹر موصوف کو ہے -

ہم بالفعل اس باب میں اپنی راے ظاہر نہیں کرینگے کیونکہ اسکے لیے شرح و تفصیل کی ضرورت ہے - صرف ڈاکٹر موصوف اور ان کے ناقدین کے مباحث کا خلاصہ ہدیۂ قارئین کر دینگے - ڈاکٹر موصوف کی تحریر کا ترجمہ حسب ذیل ہے :

# دنیا مین

# کتب فروشی کا عظیم مرکز

## اگر آپ

علم و کتاب کي وسعت اور دست طلب کي کوتاهي سے گهبرا گئے هیں ' تو کیوں کسي ایسے مقام کي جستجو نہیں کرتے جہاں دنیا کي تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کرلي گئي هوں ؟

ایسا مقام موجود هے :

# J. & E. Bumpus Limited,
# 350, Oxford Street,
# LONDON, W. 1.

جسے ملک معظم برطانیه اور انکے کتبخانۂ قصر کے لئے کتابیں بهم پہنچانے کا شرف حاصل هے !

انگریزي کا تمام ذخیرہ جو برطانیه اور برطاني نو آبادیوں اور ملحقه ممالک میں شایع هوتا هے

یورپ کي تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقي علوم و ادبیات پر انگریزي اور یورپین زبانونکي تمام کتابیں

نئي اور پراني ' دونوں طرحکي کتابیں

تمام دنیا کے هر قسم اور هر درجه کے نقشے

هر قسم کي تعلیمي کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے هر قسم اور درجه کا ذخیرہ

قیمتي سے قیمتي اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ همارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے هیں

همارے یہاں سے

هر چهه ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کي مفصل فہرست شائع هوا کرتي هے

# لیلی مجنون

از ڈاکٹر طه حسین

اب سے پہلے میں بہت سے ادیبوں کو ناراض کرچکا ہوں - بشار بن برد پر اُنکی خلاف توقع میں نے نکتہ چینی کی تھی - افسوس ' آج پھر میں اُنھیں ناخوش کرنے پر مجبور ہوں میں سچ کہتا ہوں ' مجھے اُنکی ناخوشی میں کوئی لطف حاصل نہیں ہوتا - لیکن کیا کروں - بحث و نقد کی دیانت مجھے اِس پر مجبور کرتی ہے - جب سے میں نے عربی شاعری پر بحث شروع کی ہے ' اہل ادب کی ملامت کا نشانہ بن گیا ہوں - وہ ناخوش ہیں - کیونکہ میں نے ابو نواس اور حسین بن الضحاک کو بشار بن برد پر ترجیح دی تھی - آج اُنکی ناراضی اور زیادہ بڑھ جائیگی ' کیونکہ میں متعدد شعراء کے وجود سے انکار کرونگا ' یا اُنکی شخصیت کی اہمیت گھٹاونگا - میں آج کہونگا کہ یہ شاعر یا تو سرے سے موجود ہی نہ تھے - یا تھے ' مگر اپنے زمانہ میں کوئی نمایاں شخصیت نہیں رکھتے تھے - بعد میں لوگوں نے اُنھیں بڑھا دیا - اُنکی طرف بہت سے ایسے اشعار منسوب کردیے جو اُنھوں نے کبھی نہیں کہے تھے -

میں جانتا ہوں ' بہت سے اہل ادب میرا طریق بحث پسند نہیں کرتے - وہ صرف اثبات اور ایجاب ہی کا فرق رکھتے ہیں ' اور ہر وہ طریق بحث ناپسند کرتے ہیں جو انکار یا شک پر ختم ہو - اُنکے خیال میں وہ شخص محقق نہیں ہے جو "مجنوں" کے وجود سے انکار کرے ' یا اسمیں شک و شبہ کا اظہار کرے - جو کوئی ایسی جرأت کرے ' وہ اُنکے نزدیک مجرم ہے - کیونکہ اُنکے خیال میں وہ عربی علم ادب کی عظمت گھٹانے والا ہے - اُنکے نزدیک بڑا محقق وہ ہے جو ادبی قصص و محاضرات کے ہر وجود پر علمی ایمان رکھتا ہو ' اور ہر افسانۂ شعری ' حقیقت کے لباس میں دیکھتا ہو - کیونکہ اُنکے خیال میں ایسا کرنے سے عربی عظمت بڑھتی اور عربی ادب کی خدمت ہوتی ہے ' اور اسلیے ایسا کرنے میں حقیقت کی پروا کرنا ضروری نہیں - آنکھیں بند کر لینی چاھئیں ' اور جہل و اعتراف کی وادیوں میں بڑھے چلنا چاھیے !

وہ علم و ادب میں بھی وہی راہ اختیار کرنی چاہتے ہیں جو سیاست میں اختیار کی جاتی ہے - صرف جذبات برانگیختہ کرو اور مرحبا کے نعرے سنو ! بلا شبہ اِس طرح تم اِن لوگوں کو خوش کردے سکتے ہو - لیکن افسوس ہے کہ اِس طریقہ میں اُن لوگوں کیلیے کوئی دعوت نہیں ہوسکتی جو قوم ' ملک ' اور جماعت کی رضامندی دیکھنے سے پہلے علم ' حقیقت ' اور دیانت کے چشم و ابرو پر نظر رکھتے ہیں !

( شعراء غزلیئین )

بد قسمتی یا خوش قسمتی سے میں نے علم اور ضمیر کی رضا مندی کو لوگوں کی تعریف و تحسین پر ترجیح دے رکھی ہے - یہی سبب ہے کہ آج میں بغیر کسی احتیاط اور پیش بندی کے اعلان کرتا ہوں کہ شعراء کی وہ جماعت ' جسے میں " اہل غزل " کے نام سے پکارتا ہوں ' عربی ادب کی تاریخ میں وہ درجہ نہیں رکھتی تھی جو آج لوگوں نے اُسے دے رکھا ہے -

یہ شعراء در اصل دو نمایاں قسموں میں بٹے ہوئے ہیں - دونوں کے متعلق میرے خاص خیالات ہیں - ایک قسم " خیالی شعراء " ( " شعری سیرتوں " ) کی ہے - اسمیں مجنوں ' قیس بن ذریح ' عروہ بن حزام ' جمیل بن معمر ' وغیرہ داخل ہیں - دوسری قسم " حقیقی شعراء " کی ہے - یہ وہ لوگ ہیں جو نہ تو خیالی محبت کے قائل تھے - نہ فکری مراتب عفت و تنزہ کے دلدادہ تھے - وہ ہر ارضی انسان کی طرح زندگی اور اُسکی آلودگیوں سے آلودہ ہوئے اور اپنے اشعار میں اُنکے راگ گاتے رہے - اِس جماعت کا سرگروہ "عمرو بن ابی ربیعہ" ہے -

ہاں ' مجھے عمرو بن ابی ربیعہ کے تاریخی وجود سے انکار نہیں - میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ جتنے اشعار اُسکی طرف منسوب ہیں ' اکثر اُسی کے ہیں ' اور یہ کہ اُسکی شخصیت اُس زمانہ میں بھی تقریباً ویسی ہی تھی ' جیسی اس زمانہ میں ہم تصور کرتے ہیں - یہی حال کثیر اور عبیداللہ بن قیس الرقیات کا ہے -

( قیس مجنوں )

لیکن مجھے قیس بن ملوح ( مجنوں ) کے بارے میں پورا شک ہے - میں اُسے تاریخی شخص یقین نہیں کرتا - میں تسلیم نہیں کرتا کہ اس نام کا کوئی شاعر موجود تھا اور لوگ اُسے جانتے اور اُسکے منہ سے اشعار سنتے تھے - مجھے یہ بھی یقین نہیں کہ جو اشعار اُسکی طرف منسوب ہیں ' اُسی کے ہیں - میں خیال کرتا ہوں کہ قیس بن ملوح ( مجنوں ) من جملہ اُن خیالی آدمیوں کے تھا جنھیں جماعتیں اپنا کوئی خاص تخیل یا زندگی کا کوئی خاص اسلوب ظاہر کرنے کے لیے فرض کر لیا کرتی ہیں ( یعنی افسانۂ و شعر کی ایک خیالی سیرۃ ) میرے خیال میں قیس بن ملوح ایک خیالی شخص ہے - شعر کے راویوں اور داستان سراؤں نے اُسے شعری و عشقی ضرورتوں سے ایجاد کیا تھا - تا کہ مجالس و محافل کی دلچسپیوں کا سامان کریں - یا وقت کی ایک ادبی و شعری ضرورت پوری کردیں -

یہاں پر میں اُن اصحاب کو مخاطب کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنھوں نے مجنوں کے سچے عشق اور رقیق جذبات کی ثنا خوانی میں بے فائدہ کوشش کی ہے - اگر وہ اس کی جگہ یہ بات دکھاتے کہ مجنوں ' عہد اموی کے بعض خیالات و جذبات اور شعر و نثر کے خاص خاص اُسلوبوں کا رمز و مظہر ہے ' تو اُنکی کوشش زیادہ مفید ہوتی ' اور اموی دور کی ایک ایسی خصوصیت ظاہر ہو جاتی جسے عہد عباسی نے شروع ہوکر اپنے لہو و لعب اور جسمانی عیش و عشرت کے سیلاب میں ہمیشہ کے لیے غرق کردیا -

مجنوں پر ایمان رکھنے والوں کو سمجھ لینا چاھیے کہ یہ قصہ محض افسانہ ہے - صحیح تنقید ہرگز اِس کا وجود تسلیم نہیں کر سکتی - اُس شخص کے بارے میں تم کیا فیصلہ کروگے - جسکے نام نسب ' قبیلہ ' اور واقعات میں اتفاق کی جگہ سخت اختلاف ہو ؟ اِس سے بھی بڑھ کر یہ کہ راوی خود اُس کے وجود پر متفق نہ ہوں اور اُسکے حالات سخت مشتبہ لہجہ میں روایت کرتے ہوں ؟

ایسے شخص کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہو سکتی ہے جس کے واقعات ابو الفرج اصفہانی صرف اس وجہ سے روایت کرنا چاہتا ہے کہ اس کا موضوع اُسے مجبور کرتا ہے ؟ پھر لطف یہ کہ روایات کی صحت کی ذمہ داری لینے سے اسے پوری طرح انکار ہے - وہ پورا بوجھ اصلی راویوں کی گردن پر ڈال دیتا ہے اور خود الگ ہو جاتا ہے - راویوں کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ وہ ' بجز رواۃ حدیث کے ' زیادہ محتاط نہ تھے - اکثر مشتبہ واقعات بھی بیان کر جاتے تھے - لیکن باوجود اپنی اس بے احتیاطی کے وہ مجنوں کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں اور اُسکے وجود سے انکار کرتے یا شک ظاہر کرتے ہیں - نیز اُسکا نام ' نسب ' حلیہ ' اور سوانح حیات بالاتفاق بیان نہیں کرسکتے - پس جب خود اصل راویوں کا یہ حال ہے ' تو کیا ہمارے لیے یہ سمجھنا نا مناسب ہوگا کہ مجنوں محض ایک افسانہ ہے ؟

# تفسیر سورہ فاتحہ کا ایک صفحہ

## انسانی تصور الہی کی تکمیل

اور

## اس کا سلسلۂ ارتقا

## ( ۲ )

( دور قہر و جلال )

گذشتہ نمبر میں اس دور کی شرح و تفصیل کا صرف ابتدائی حصہ درج ہوسکا - جس مقام پر پچھلا مقالہ ختم ہوا ہے ' اسکے بعد مسودہ میں مزید شرح و تفصیل ہے - خلاصہ اس کا یہ ہے کہ عام الآثار اور قدیم اصنامی و مذہبی روایات و قصص سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ابتدائی دور میں تصور انسانی درجہ بدرجہ حسب ذیل منزلوں سے گزرا - یہ گویا اس سلسلۂ ارتقا کی پہلی اصولی کڑی کی فرعی کڑیاں تھیں :

( ۱ ) ایک مجہول خوف و دہشت کا تصور -
( ۲ ) ابتدائی تشخص و تعین -
( ۳ ) مظاہر فطرت کی مہلک اور سلبی قوتوں کا تصور -
( ۴ ) خوفناک اور مہلک جانوروں میں ما فوق الطبیعۃ طاقتوں کا تخیل -
( ۵ ) غیر مرئی دیوتاؤں کا تصور -
( ۶ ) دیوتاؤں کے تصور میں ترتیب و نظم کا ظہور -
( ۷ ) کائنات فطرت کے اعمال و مظاہر میں تقسیم عمل کا تصور - یعنی اس تصور کی ابتدا کہ ہر چیز کی تخلیق و نگرانی کیلیے الگ الگ خدائی طاقتیں ہیں - آگے چلکر یہ تقسیم عام ہوگئی - لیکن اس دور میں صرف نظرۃ کے سلبی اور تخریبی افعال میں ہوئی تھی -

( صفات رحمت و جمال کی آمیزش )

ایک مدت تک ذہن انسانی صرف صفات قہر و جلال ہی کا تماشائی رہا - خود اسکا ذہنی مزاج بھی ابھی رقیق و لطیف صفات کے نشو و بلوغ سے محروم تھا ' اسلیے وہ خدائے تصور میں بھی ان کا جلوہ نہیں دیکھ سکتا تھا - لیکن جب کچھ عرصہ کے بعد انسان کی مدنی زندگی نے چند قدم آگے بڑھاے اور اجتماعی معیشت میں ترقی ہوی ' تو معیشت کے نظم ' روابط کے قیام ' علائق کی وسعت ' زندگی کے امن ' اور عقل و ادراک کے منجھ جانے سے فکر و احساس کا دائرہ اتنا تنگ نہیں رہا ' جس قدر پہلے تھا - اس لیے قدرتی طور پر اسکے جذبات و امیال کی کیفیت میں بھی ترقی ہوی ' اور ابتدائی زندگی کی سختی اور نا تراشیدگی کی جگہ رقت و لطافت کے احساسات ابھرنے لگے - اس حالت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ تصور الہی کے دائرہ میں بھی ایک نئی وسعت پیدا ہوگئی ' اور نئے نئے جذبات سے وہ آشنا ہونے لگا -

یہ تصور الہی کی دوسری اصولی کڑی ہے - اس منزل میں پہنچ کر انسان نے دیکھا کہ خدا کا چہرہ اگرچہ غضب و ہیبت کے خال و خد سے ہولناک ہے ' لیکن کبھی کبھی اس پر رحمت و جمال کا تبسم بھی طاری ہوجاتا ہے - یہ تبسم ابتدا میں بہت ہلکا تھا - جوں جوں انسان کے لطیف جذبات منجھتے گئے ' یہ تبسم جمال بھی زیادہ نمایاں اور دلاویز ہوتا گیا - یہانتک کہ انسان کے تصور الہی میں قہر و جلال کے ساتھہ ' رحمت و جمال کے تصور کا عنصر بھی شامل ہوگیا -

یہ رحمت و جمال کے دور کی ابتدا تھی - اس دور میں خدا کی ایجابی صفات کا تصور بالکل ابتدائی اور ناقص حالت میں شروع ہوتا ہے ' اور ایک خاص حد تک نشو و نما پاتا ہے - ابتدائی درجہ میں اسکا عنصر بہت خفیف ہوتا ہے - آگے چل کر زیادہ نمایاں ہوجاتا ہے - تاہم مجموعی حیثیت سے غلبہ قہر و جلال کی صفات ہی کا رہتا ہے -

( تجسم و تمثل کا دوسرا قدم )

اس دوسرے دور میں تجسم و تمثل ( یعنی خدا کی صفات کو مخلوق کی صفات کی طرح تصور کرنے ) نے بھی ایک بہت ہی سست قدم آگے کی طرف بڑھایا - تنزیہہ کی منزل ذہن انسانی کیلیے بڑی مشکل اور بڑی ہی دور کی منزل تھی - اسلیے اس راہ میں اسکے قدم تیز نہیں اٹھہ سکتے تھے - تاہم اٹھتے تھے ' اور آہستہ آہستہ تمثل کی سطح بلند ہوتی جاتی تھی -

پہلے تمثل سرتا سر ادنی قسم کے حیوانی صفات کا تھا - کیونکہ خود انسانی صفات بھی اسی درجہ میں تھیں - پھر انسان کی معنوی ترقی کے ساتھہ ساتھہ تمثل کی نوعیت میں بھی ترقی ہوتی گئی ' اور اونچے درجہ کی حیوانی صفات سے تصور آشنا ہوگیا - پھر اس میں بھی ترقی ہوئی - انسانی اور کائناتی صفات و اعمال میں سے جو صفات و اعمال اونچے درجے کے انسان کی نظروں میں آ سکتے تھے ' اُن سے خدا کا تصور آراستہ کیا جانے لگا -

( الوھیت اور شاھیت )

مثلاً جب اجتماعی معیشت کی ترقی و وسعت سے حکومتوں اور حکمرانوں کا ظہور ہوا ' اور طاقتور انسانوں نے کمزور افراد کو مسخر کرکے اپنی شاہی و مالکی کی عظمت و سطوت پیدا کرلی ' تو ذہن انسانی کے سامنے طاقت اور اقتدار کا ایک نیا پر شکوہ نمونہ آگیا - اسلیے قدرتی طور پر وہ خدا کے تصور میں بھی ایک طرح کی شاہی و حکمرانی کا جاہ و جلال دیکھنے لگا ' اور ساز و سامان حکومت کے وہ تمام اجزاء اس میں بھی پیدا ہوگئے ' جو دنیا کے بادشاہوں اور انکے درباروں میں پیدا ہوگئے تھے - یہ جو آگے چلکر خدا کے عالمگیر تصور میں ایک شہنشاہ اور اسکے دربار حکومت کے تمام لوازم کا تخیل سرایت کرگیا - حتی کہ آج خدا کا نام سنتے ہی ہمارے تصور میں ایک بڑے بادشاہ کے تخت عظمت و جلال کا نقشہ پیدا ہوجاتا

ہے ' تو اِس کي بنیاد غالباً اسي طرح اور اسي عہد میں پڑي تھي -

اگر ایک طرف شاهي و تاجداري کي پیدایش اور اُس کي درجہ بہ درجہ ترقي سامنے رکھي جاے' اور دوسري طرف تصور الہي کي اس کڑي پر اور اُسکي تمام ارتقائي کڑیوں پر نظر ڈالي جاے ؛ تو بہ یک نظر واضح ہوجایگا کہ دوسرا تصور ' ٹھیک ٹھیک پہلے کا عکس ہے ' اور دونوں نقشے ایک هي ذهني مبدء سے نکلے هیں - انسان نے ایک هي زمانہ میں اور ایک هي طرح کے ذهن و خیال سے حکومت و کبریائي کے دو تخت بنائے - ایک زمین پر آراستہ کیا - دوسرا آسمانوں کي ملکوتي فضا میں بچھا دیا - ایک پر وہ اپنے ابناء جنس کو بٹھا کر اُن کے سامنے اطاعت و غلامي کا سر جھکاتا - دوسرے پر اپنے خدا کا جاہ و جلال دیکھکر سر بسجود هو جاتا -

یہ جو مختلف قوموں کے قدیم الہي تصورات میں هم دیکھتے هیں کہ چھوٹے اور بڑے خداؤں کي تقسیم کي گئي ' هر جگہ کیلیے محلي (مقامي) خداؤں اور آسماني سرپرستوں کا تخیل پیدا ہوا - نذر' بھینٹ '۔ اور قرباني ' کي پیش کش ضروري سمجھي گئي ' تقرب الہي کے لیے وسائط و وسائل کے عقیدہ نے رواج پایا ' بڑے خدا تک پہنچنے کیلیے چھوٹے خداؤں کي شفاعت ضروري تصور کي گئي ' معبودوں کے غضب و انتقام سے بچنے کیلیے طرح طرح کے مادي اعمال استعمال میں لائے جاتے لگے ' خدا کي تمثیلي صورت کي نشست کیلیے تخت یا تخت کے قسم کي کوئي چیز ضروري سمجھي گئي ' اُس کے سر کي آراستگي کیلیے " تاج " بھي وضع کیا گیا ' اور اُس کي حکمراني کے انصرام اور مشوروں کیلیے دربار اور دربار کے ارکان بھي پیدا هوگئے ؛ تو یہ تمام باتیں في الحقیقت دنیا کي شاهي و حکمراني هي کا پرتو هیں -

دنیا میں جس وقت سے شاهي و حکمراني کي بنیاد پڑي ہے یہ تمام باتیں اُس کے لوازم و خصائص میں سے سمجھي جاتي هیں اور مفہوم حکومت کے بنیادي اجزاء هیں - طاقت اور اختیار کي سب سے بڑي بڑائي پادشاہ کیلیے هوتي ہے - لیکن پادشاہ بذات خود تمام کار و بار حکومت انجام نہیں دے سکتا اور نہ دینا پسند کرتا ہے - اُس کے ماتحت وزیر و امیر هوتے هیں ' اور وہ احکام شاهي کے مطابق تمام کام انجام دیتے هیں - اسي چیز نے تصور الہي میں بڑے معبود اور چھوٹے معبودوں کا تخیل پیدا کیا - خیال کیا گیا کہ چھوٹے معبود بڑے معبود کے نیچے رهکر کائنات قدرت کے تمام کار و بار انجام دیتے هیں -

یہیں سے تصور الہي میں " تقسیم عمل " کا تخیل بھي ترقي پذیر ہوا - حکومت اور انتظام کے هر صیغہ کے لیے کوئي ایک امیر اور وزیر مقرر هوتا اور هر بستي اور شہر کے اوپر کوئي ایک حاکم با اختیار هوتا - پادشاہ سب کے اوپر تھا ' لیکن رعایا کا علاقہ اپنے اپنے حاکموں سے تھا - براہ راست پادشاہ سے نہ تھا - حاکموں اور وزیروں کو اختیار پادشاہ هي سے ملتا ہے ' لیکن جب مل جاتا ہے ' تو وہ اپنے اپنے دائرۂ حکومت میں خود مختار هوتے هیں - رعایا کا فرض هوتا ہے کہ اُنھي کے کہے پر چلے اور اپني ساري داد فریاد اُنھي کي چوکھٹوں پر لے جاے - اسي تقسیم عمل اور حکومت بالوسائط کا نقشہ تصور الہي میں بھي قائم ہوا - اور پہلے کارخانۂ کائنات کے هر صیغہ کے لیے الگ الگ خداؤں کي ' پھر زمین کے هر حصے اور آبادي کے لیے محلي خداؤں اور کارسازوں کي تقسیم عمل میں آئي - یہ بات کہ خدا تک براہ راست کوئي نہیں پہونچ سکتا - هر انسان کي پہونچ صرف درمیان کے وسیلہ هي تک هو سکتي ہے ' اور اُسي کے وسیلہ سے وہ معبود حقیقي تک پہونچ سکتا ہے ' ٹھیک ٹھیک یہي بات تھي کہ کوئي آدمي براہ راست پادشاہ تک نہیں پہونچ سکتا - هر شخص کي پہونچ صرف اپنے اپنے حاکموں اور وزیروں امیروں هي تک هوسکتي ہے - وہ چاهیں تو دربار شاهي تک بھي پہنچادیں -

پادشاهوں تک عوام کا براہ راست نہ پہنچ سکنا ' شاهي عظمت و کبریائي کے تخیل کا نتیجہ تھا - بنیاد اس خیال کي یہ تھي کہ جو شخصیت جس قدر بھي عوام کي رسائي سے بلند هوگي ' اُتني هي عظیم اور مقدس هوگي - جوں جوں یہ تخیل پادشاهوں کي شخصیت کے ساتھہ ترقي کرتا گیا ' اور اُن تک پہنچنے کے لیے نئے نئے واسطے اور وسیلے بنتے گئے ' خدا کے تصور میں بھي ایک منظم سلسلۂ وسائل کا تخیل پیدا هوتا گیا - اس تخیل کي انتہا یہ تھي کہ کوئي انسان معبود حقیقي سے واسطہ پیدا هي نہیں کر سکتا - اُسکا علاقہ جو کچھہ بھي اور جیسا کچھہ بھي ہے ' صرف وسائط سے ہے - یعنے اُن کار فرما طاقتوں سے ہے جن کے سپرد تدبیر عالم کا تمام کارخانہ کر دیا گیا ہے - اسي طرح نذرانہ' پیش کش ' قرباني ' بھي ٹھیک ٹھیک وهي بات ہے ' جو ایک طرف انساني پادشاهي و سروري کے لیے وجود میں آئي ' دوسري طرف تصور الہي میں بھي سرایت کر گئي -

علم مصریات Egyptiology سے مصر کے قدیم الہي تصورات پر نہایت قیمتي روشني پڑتي ہے - اس سے معلوم هوتا ہے کہ مصریوں کے سب سے زیادہ قدیم معبود وهي تھے جنھیں محلي یا جماعتي معبود کہنا چاهیے - حضرت مسیح ( علیہ السلام ) سے تقریباً نو هزار برس پہلے تمام سرزمین مصر محلي معبودوں میں منقسم تھي - اِس عہد کے ایک هزار برس بعد ( یعنے ۸۰۰۰ - قبل مسیح ) میں ایسے معبودوں کا تصور پیدا هوا جو محلي نہ تھے - مثلاً " اوزي ریس " اور اُس کے ثالوث کي پرستش شروع هوئي جو انسانیت کا دیوتا تسلیم کیا جاتا تھا - بعض کتبوں سے معلوم هوتا ہے کہ اس عہد کے بعد مشرق سے کواکب پرستي کا تخیل مصر پہنچا اور " رارے " (سورج کے دیوتا ) کا عالمگیر اقتدار تسلیم کر لیا گیا - هیرودوٹس اگرچہ اس عہد کے هزاروں برس بعد مصر پہنچا ہے ' لیکن اُس نے بھي یہ پراني روایتیں معلوم کي هیں - وہ لکھتا ہے کہ " مصر کے قدیم زمانے میں هر هر بستي کیلیے الگ الگ خدا تھا - جب ایک آدمي اپنے گانوں سے نکل کر کسي دوسرے گانوں میں جاتا تھا ' تو جب تک وهاں رهتا ' اپنے گانوں کے خدا کي پرستش ترک کردیتا اور اُسي دوسرے گانوں کے خدا کي پوجا کرتا " کیونکہ وہ لوگ یقین کرتے تھے کہ ایک مقام کا خدا صرف اپني هي حکومت میں کارسازي کي قدرت رکھتا ہے - دوسرے مقام کے انتظامات میں دست اندازي نہیں کر سکتا " !

مصر کي طرح هندوستان بھي تاریخ تمدن کي سب سے بڑي قدامت رکھتا ہے - یہاں بھي محلي اور قبائلي معبودوں کا تصور' اقتدار الوهیت کي درجہ بدرجہ تقسیم ' کارخانۂ کائنات کے نظم کیلیے تقسیم عمل ' اور اسي طرح کے تمام تخیلات ' اسي عہد کے نشؤ و نما کا پتہ دیتے هیں -

یونانیوں کے تصور نے تو کوہ المپس کے معبودوں کا ایک پورا دربار حکومت ترتیب دیدیا تھا جسکا مرقع آج تک در و دیوار کي آرایش کا کام دے رہا ہے اور جسکے مناظر هومر کي زندۂ جاوید الیڈ میں بار بار

ہمارے سامنے آتے ہیں - اس دربار میں زفس یا زیوس Zeus (مشتری) عصاء شاہی ہاتھ میں لیکر تخت ریاست پر متمکن ہوتا - ہیرا اُسکی بیوی ملکہ کی طرح اُسکے بائیں جانب بیٹھتی - دونوں طرف تخت کے نیچے بقیہ معبود اور دیوتا بیٹھتے ' اور ہیبیا Hebe ( زفس کی بیٹی اور شباب کی دیوی ) ساقی گری کا فرض انجام دیتی - ہومر الیڈ کی چوتھی نظم شروع کرتے ہوے کہتا ہے : " دیوتاؤں نے زفس کے گرد مجلس شوریٰ آراستہ کی - سنہری ایوان میں سب جمع ہوئے - ہیبیا نے عیش و نشاط کے جاموں کو گردش دی " الخ !

ہندوستان اور یونان ' دونوں نے اپنے معبودوں کیلیے سر بفلک پہاڑ کی پراسرار چوٹیاں منتخب کی تھیں- ہندوستان میں ہمالہ کی برف آلود چوٹیاں دیوتاؤں کا مسکن اور دربار بنیں - یونانیوں کے پاس ہمالہ جیسا پہاڑ نہ تھا ' لیکن اِلمپس کی ابر آلود چوٹیاں کافی بلند تھیں - اُنھوں نے خیال کیا ' ابر کے پر اسرار اور ہیبت انگیز پردہ کے پیچھے اُن کے معبودوں کا دربار جاہ و جلال آراستہ ہے !

دیوتاؤں کیلیے طرح طرح کی سواریوں کا تخیل ' ہندوستان ' یونان ' اور مصر کے مقدس رتھہ ' آشور اور بابل کے تخت رواں ' ایران کا عجیب الخلقت مرکب ؛ سب اسی تخیل کے برگ و بار ہیں - ہندوستان ' مصر ' یونان ؛ تینوں نے معبودوں کی سواری کے جلوس اور تزک و احتشام کے سامان ویسے ہی آراستہ کیے تھے ' جیسے بادشاہوں کی سواریاں اُن وقتوں میں نکلا کرتی تھیں - علم و تاریخ کی خوش قسمتی سے اُن عہدوں کی شاہیت اور الوہیت ؛ دونوں کے نقشے ہمارے سامنے آگیے ہیں !

بادشاہت اور اُلوہیت کے اسی تماثل کا نتیجہ تھا کہ دونوں میں ایک عجیب طرح کا مخفی لزوم و علاقہ پیدا ہوگیا - یعنی دونوں باہمدگر ایک دوسرے کے تخیل سے اِسطرح متاثر و منفعل ہونے لگے کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ' اور دوسرے کے اثر سے پہلا متاثر ہوتا - کیونکہ در قریب قریب اور متماثل تخیل بہ یک وقت نشوؤ نما پانے لگے تھے - اگر ایک طرف شاہی و سروری کے اعتقاد نے خدا کے تخیل میں اپنا ساز و سامان حکومت پیدا کر دیا ' تو دوسری طرف خدا کے تصور کی شان الوہیت و تقدیس ' شاہی و سروری میں بھی پیدا ہوگئی ' اور اس طرح ذہن انسانی کے لیے دو ہم شکل چیزوں میں حد امتیاز قائم کرنا دشوار ہوگیا -

یہیں سے انسانی بادشاہت میں شان اُلوہیت و کبریائی کے اعتقاد کی بنیاد پڑی- ہندوستان ' مصر ' دو آبۂ دجلہ و فرات ' اور ایران ' قدیم تمدن کے چار بنیادی مقامات ہیں ' لیکن ان چاروں جگہوں کی تاریخ میں شاہی و سروری کے تاج کے گرد ' اُلوہیت و سماویت کا مقدس ہالہ نظر آرہا ہے - ہندوستان اور مصر میں بادشاہ کا منصب ایک آسمانی منصب تسلیم کیا گیا - اُن کے خاندان ' نسب ' پیدایش ' نشو و نما ' موت ' اور ہر طرح کے معاملات میں غیر انسانی قسم کے اسرار و رموز کی تقدیس پیدا ہوگئی - وہ خود بھی ایک دیوتا ہوگئے ' خدا کا مظہر ' اوتار ' اور پھر زیادہ ہلکے لفظوں میں خدا کا سایہ تسلیم کیے گئے ' اور " مشبہ " اور " مشبہ بہ " کا امتیاز اس طرح اُٹھہ گیا کہ اب اس کا فیصلہ دشوار ہوگیا ہے کہ ان دونوں چیزوں میں " مشبہ " کون تھا اور " مشبہ بہ " کسے قرار دینا چاہیے ؟

یہ جو تمام قدیم قوموں میں اُنکی بادشاہتوں کی ابتدا دیوتاؤں سے تسلیم کی گئی ہے ' یا بادشاہوں کا سلسلۂ نسب اجرام سماویہ سے ملا دیا گیا ہے ' یا بادشاہت کی ابتدا آغاز خلقت کے کسی ایسے عہد سے ہوتی ہے جب دیوتاؤں اور آسمانی طاقتوں کے ما وراء طبیعت کارنامے انجام پا رہے تھے ؛ تو یہ بھی اِسی صورت حال کا قدرتی نتیجہ ہے - قدیم مصریوں کا عام اعتقاد تھا کہ تخت مصر پر پہلا دور دیوتاؤں کی براہ راست حکومت کا گزرا ہے - دوسرا دور ایسے انسانوں کی حکومت کا تھا جن میں پوری نہیں آدھی دیوتائی تھی - بیس ہزار برس جب ان دونوں دوروں پر گزر چکے ' تب انسانوں کا دور حکومت شروع ہوا - ہندوستان میں بھی چندر بنسی اور سورج بنسی خاندانوں کا تخیل قائم ہوا ' جنکا سلسلۂ نسب چاند اور سورج پر جا کر ختم ہوتا ہے - آشوریوں اور بابلیوں کا بھی یہی خیال تھا - وہ کہتے تھے ' بادشاہت کا سب سے پہلا سلسلہ سورج دیوتا سے شروع ہوا ہے -

انسانی پرستش کے تخیل نے بھی اسی دور میں نشوؤنما پائی - تمام ایسے انسان جو عام سطح سے کوئی بلند طاقت حاصل کر لیتے تھے ' بہ آسانی دیوتاؤں کا درجہ حاصل کر لیتے - عجب نہیں اِس کی ابتدا اِسی الوہیت اور بادشاہت کے تشابہ سے ہوئی ہو -

مظاہر فطرۃ کی پرستش کے سلسلہ میں اجرام سماوی کی پرستش بھی اسی دور میں شروع ہوئی ' اور انسانی تخیل نے بہ تدریج اپنے ماحول سے متاثر ہوکر اُن کی جسمانی شکل و شباہت وضع کر لی - غالباً کواکب کی مختلف جسمانی صورتیں سب سے پہلے دو آبۂ دجلہ و فرات میں پیدا ہوئی ہیں - اُس کے بعد مصر اور یونان میں کواکبی اصنام کی پرستش کا ظہور ہوا ' اور اُن کی اِلہی روایات نشوؤ نما پانے لگیں - پھر ایک مدت کے بعد جب علم ہئیۃ کی ابتدائی معلومات سے انسان آشنا ہوا ' تو کواکب پرستی کے تخیل میں زیادہ نظم و اسلوب پیدا ہوگیا ' اور ذہن و فکر کی رقت و لطافت ترقی کرنے لگی -

---

# مختارات

شرم اور خاموشی ' عورت کا بہترین زیور ہے -- اریپدس

تھوڑی فرقت محبت کو بڑھاتی ' اور زیادہ فرقت محبت کو قتل کر ڈالتی ہے — میرابو

عورت کے محبت بھرے دل سے زیادہ بڑی چیز دنیا میں کوئی نہیں — لوتھر

عورت اس لیے پیدا کی گئی ہے کہ مرد کو مانوس کرے — زالٹیر

مرد کو خدا سے ہمیشہ دعا کرنی چاہیے کہ عورت اُس کی حقیقت نہ جاننے پائے — تھیکرے

آدم سب سے زیادہ خوش نصیب انسان تھا - کیونکہ اُس کی ساس نہ تھی — پارفیہ

( اتفاق سے ایک شعری خطاب )

" اتفاق ' آہ تم کیا جانو اتفاق کیا ہے ؟ اتفاق ایک سفید کبوتر ہے جو اپنی چونچ میں زیتون کی شاخ لیے ہوئے ' ناتفاقی کے طوفان سے نجات دینے کی خوش خبری سنا رہا ہے !

اتفاق چہچہاتی ہوئی ایک بلبل ہے اور اپنے شیریں راگوں سے غمزدہ دلوں میں طرب پیدا کر رہی ہے !

اتفاق ' خوبصورت عندلیب ہے - آسمان میں اڑتی چلی جاتی ہے ' اور رہاں سے نسیم جنت بن کر واپس آتی ہے !

اتفاق ' آسمانی فرشتہ ہے جو اپنے نورانی پر بہادر روحوں پر پھیلا دیتا ہے ! "

# مطبوعات الهلال بك ايجنسى

## معارف ابن تيميه و ابن قيم

دیني علوم کے بیش بہا جواهر ریزي

اس سلسله میں هم نے اماميں کي ان نادر و اعلیٰ درجه کي بلند پایه عربي تصانیف کے اردو تراجم کا سلسله شروع کیا هے ' جنکا مطالعه اصلاح عقائد اسلام اور اشاعت و معارف کتاب و سنت کے لیے نہایت ضروري و ناگزیر هے - امید که یه "سلسلۂ تراجم" بد نصیب هندوستان کي دماغي اصلاح کا کام دے :

**أسوهٔ حسنه** — امام ابن قیم کي فن سیرت میں شهره آفاق کتاب "زاد المعاد" کے خلاصه کا اردو ترجمه - بلا جلد ۲ روپے مجلد ازهائي روپیه -

**کتاب الوسیله** — لفظ "وسیله" کي بحث کے علاوہ امام ابن تیمیه نے اسلام کے اصل الاصول "توحید" کي مبسوط بحث کي هے - بلا جلد ازهائي روپیه ' مجلد سوا تین روپیه -

**اصحاب صفه** — انکي تعداد ' ذریعه معاش ' طریق عبادت اور انکے مفصل حالات بیان کیے هیں دس آنے -

**تفسیر سورة الکوثر** — امام ابن تیمیه کے مخصوص انداز تفسیر کا اردو ترجمه - چار آنے -

**العروة الوثقیٰ** — خالق و مخلوق کے درمیان واسطه کا فرق بدلائل بیان کیا هے - چهه آنے -

**سیرت امام ابن تیمیه** — حضرت امام کے ضروري حالات زندگي نہایت خوش اسلوبي سے بیان کیے هیں - نو آنے

**نجد و حجاز** — علامه سید محمد رشید رضا مصري کي تازہ کتاب کا اردو ترجمه - سوا روپیه -

**آئمه اسلام** — ترجمه رفع الملام عن ائمة الاعلام - بارہ آنے

**خلاف الامه** — فی العبادات - پانچ آنے

**صبح سعادت** — یه ایک علمي ' اسلامي ' سه ماهي رساله هے جس کے خریدار کو هم نے کمال کوشش و کاوش سے اردو ' عربي ' فارسي ' انگریزي ' اور دوسري زبانوں کي تمام اهم اور اعلیٰ مطبوعات کے متعلق بہترین تازہ معلومات بهم پہنچانے کا اهتمام کیا هے - اسکے علاوہ آئمه و اسلام و بزرگان دین کے حالات ' لطائف افسانه ' نظمیں اور ممالک اسلامیه کے معتبر ذرائع سے حاصل کیے هوے حالات درج کیے جاتے هیں - في پرچه ۸ آنه سالانه ۲ روپیه پیشگي -

### منیجر الهلال بك ايجنسى

( حلقه نمبر ۲۴ شیرانواله دروازہ لاهور پنجاب )

**"Al-Hilal Book Agency,"**

**24, LAHORE, PANJAB.**

# السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاه گاهے بازخوان این دفتر پارینه را
تازہ خواهی داشتن گر داغهاے سینه را

اردو صحافت کي تاریخ میں الهلال هي وہ رساله هے جو اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تهي -

الهلال اگرچه ایک هفته وار مصور رساله تها ' لیکن چونکه وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتهاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاهتا تها ' اس لئے اس کا هر نمبر مختلف اقسام اور مختلف ادراق کا مجموعه تها - اس کے هر نمبر میں مختلف ابواب ' مذهب ' سیاست ' ادبیات ' علوم و فنون ' اور معلومات عامه کے هوتے تهے - اور اسکا هر باب اپني مجتهدانه خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ هوتا تها - پهر اس کي ظاهري خوبیاں اردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پہلا نمونه تهیں - اردو کا وہ پہلا هفته وار رساله تها ' جس میں هاف ٹون تصاویر کے اندراج کا انتظام کیا گیا ' اور ٹائپ میں چهپنے کي وجه سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا هوگئیں جو پتهر کي چهپائي میں ممکن نہیں - اس کي جلدیں جدید اردو علم ادب کے علمي ' مذهبي ' سیاسي ' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین مجموعه هیں - ان کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اس سے هوسکتا هے که سنه ۱۹۱۸ میں بعض شائقین علم و ادب نے اس کي تمام جلدوں کا مکمل ست سات سو روپیه میں خرید کیا - اور حال میں ایک صاحب نے اس کي پہلي جلد مکمل ( جو دفتر میں بهي موجود نہیں ) ساڑهے چارسو روپیه میں حیدرآباد سے خریدي هے - جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے هیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بهي علحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں - پچهلے دنوں "البلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الهلال کے پرچوں کا بهي محفوظ ملا ' هم نے کوشش کي که شائقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جاسکتي هیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي هو انهیں دوبارہ چهپوا لیا جاے -

چنانچه الحمدلله یه کوشش ایک حد تک مشکور هوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل هوگئي هیں - هم اس اعلان کے ذریعه شائقین علم و ادب کو آخري موقعه دیتے هیں که اس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں ' چونکه جلدوں کي ایک بہت هي محدود تعداد مرتب هوسکي هے اس لئے صرف انهیں درخواستوں کي تعمیل هوسکے گي جو سب سے پہلے پہونچیں گي - هر جلد مجلد هے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس به ترتیب حروف تہجي لگادي گئي هے -

| | |
|---|---|
| الهلال مکمل جلد دوم ۱۰ روپیه | الهلال مکمل جلد سوم ۱۰ روپیه |
| " " چهارم ۱۰ روپیه | " " پنجم ۱۰ روپیه |

جلد "البلاغ" (جب دوسري مرتبه الهلال اس نام سے شائع هوا) قیمت ۸ روپیه

علاوہ جلد اول کے هر جلد کے متفرق پرچے بهي موجود هیں جن میں سے هر پرچه اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعه علم و ادب هے - قیمت في پرچه ۸ - آنه - محصول ڈاک و پیکنگ اس کے علاوہ هے -

منیجر "البلاغ پریس"

## دنیا کی بہترین کتابوں کیلئے بہترین رہنما:

ٹائمز لٹرری سپلیمنٹ کا ادبی ضمیمہ

یہ ضمیمہ دنیا کی تمام کتابوں پر ہفتہ وار دلچسپ اور وقیع تبصرہ کرتا ہے۔

اسکا معتدل نقد علمی حلقوں میں مسلم ہے۔

اس میں چند صفحات وقت کے جاری اور زیر بحث ادبی مسائل پر بھی ہوتے ہیں جنکی اہمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا ہے۔

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضہ کیجئے کہ وہ ٹائمز لٹرری سپلیمنٹ کا ہفتہ وار ادبی ضمیمہ آپکے لئے مہیا کرے۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو

*The Publisher:*
Printing House Square
London, E. C 4.

سے براہ راست طلب کر سکتے ہیں

## دنیا کے ہر معلم اور ماہر فن تعلیم کیلئے

ضروری ہے کہ

ٹائمز لٹرری سپلیمنٹ کا تعلیمی ضمیمہ مطالعہ کرے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ فن تعلیم کے تمام نظری اور عملی تغیرات و ترقیات سے بے خبر نہ رہیں، تو آپکو یہ ضمیمہ بلا ناغہ مطالعہ میں رکھنا چاہیے۔

یہ ہر ہفتہ اس موضوع پر تمام اہم خبریں اور مباحث جمع کردیتا ہے۔ ماہرین فن اور مشاہیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب ہوتے ہیں۔

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے۔

ورنہ

*The Publisher,*
Printing House Square
London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے ہیں۔

## کیا آپ تجارت کرنی چاہتے ہیں؟

اگر آپ چاہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتی تعلقات قائم کریں، نفع بخش ایجنسیاں لیں، ہندوستان سے خام پیداوار بھیجیں، نئی نئی ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں، تھوڑی سی محنت اور تھوڑا سا سرمایہ لیکر ایک وقیع کاروبار شروع کردیں، تو آپ کو ابتدا میں بہت سی باتیں معلوم کرنی چاہئیں۔ اس طرح کی تجارت کے گر اور بھید سیکھنے چاہئیں۔ ہندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکہ کے تمام کارخانوں اور کرنسیوں کے حالات اور اصول معاملات معلوم کرنے چاہئیں۔ بغیر اس کے آپ کامیاب نہیں ہوسکتے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ بہت تھوڑا سا وقت خرچ کرکے یہ ساری باتیں باقاعدہ علمی اصول پر معلوم کرلیں، تو آپکو چاہیے کہ ہم سے خط و کتابت کریں۔ ہم یہ کام بہ حیثیت ایک ماہر فن کے کر رہے ہیں۔ خط و کتابت کے بعد ہی آپکو معلوم ہوجائیگا کہ آپکے مقصد کیلئے ہم کس درجہ مفید ہیں؟

ہمارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتی حلقوں سے ہیں۔

**M. R. MARSDEN & CO.**
Post Box 708.
Clive Street, Calcutta.

## برونو مولر اینڈ کو۔ برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

**BRUNO MULLER & CO. M. B. H.**

Berlin-W 35

Post No. 24.

ہر طرح کی مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پھلوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ضروری ہیں۔ اس کارخانے میں تیار کی جاتی ہیں۔ تمام دنیا میں اس قسم کی مشینوں کا یہ بہترین کارخانہ ہے۔ مندرجۂ بالا پتہ سے خط و کتابت کیجیے۔

یاد رکھیے

میووں، ترکاریوں، اور ہر طرح کے زرعی مواد کو خشک کرنے کا بہترین طریقہ وہ ہے جو "نئے سسٹم" کے نام سے متمدن ممالک میں مشہور ہے۔ اس "نئے سسٹم" کے مطابق کام کرنے والی مشینیں صرف اسی کارخانہ سے مل سکتی ہیں



Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA
EDITOR: MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD